درس حدیث

محمد اظہر مدنی

اسلام میں برے کاموں میں سفارش کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے

عن عائشة رضی الله عنها، أن قريشا اهمهم شأن المرأة المخزومية. التى سرقت، فقالوا: من يكلم فيها رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ فقالوا: ومن يجترئ عليه الاأسامة بن زيد حب رسول الله صلى الله عليه وسلم. فكلمه اسامة، فقال رسول الله صلى الله عيه وسلم: أتشفع فى حد من حدود الله؟ ثم قام فاختطب، ثم قال: انما أهلك الذين قبلكم انهم كانوا، اذا سرق فيهم الشريف تركوه، واذا سرق فيهم الضعيف اقاموا عليه الحد! وايم الله، لو ان فاطمة بنت محمد سرقت لقطعت يدها. (متفق علیہ)

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ قریش کومخزومی عورت کی حالت زار نے غمناک کر دیا جو چوری کی مرتکب ہوئی تھی، انہوں نے (باہم) مشورہ کیا کہ اس عورت کے بارہ میں کون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرے گا؟ پھر انہوں نے فیصلہ کیا کہ اسامہ بن زید جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت پیارے ہیں، ان کے سوا کون آپؐ کے سامنے (بات کرنے کی) جرأت کرسکتا ہے؟ چنانچہ اسامہؓ نے آپؐ سے بات کی۔ (ان کی بات سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا تو حدود الہیہ میں سے ایک حد کے بارے میں سفارش کرنے کی جرأت کر رہا ہے؟ پھر آپؐ نے کھڑے ہوکر خطبہ دیا اور فرمایا، تم سے پہلے لوگ اس لئے تباہ و برباد ہوئے کہ جب ان میں سے اونچے درجے کا انسان چوری کرتا تو وہ اسے چھوڑ دیتے اور جب ان میں سے کوئی نچلے درجے کا انسان چوری کرتا تو اس پر حد نافذ کرتے۔ اللہ کی قسم! اگر محمدؐ کی بیٹی فاطمہؓ سے چوری (کا جرم) سرزد ہوا ہوتا تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹنے کا حکم دیتا۔ (بخاری، مسلم)

اسلام نے اچھے کاموں میں سفارش کرنے کی حوصلہ افزائی کرنے کے ساتھ برے کاموں میں سفارش کرنے کی حوصلہ شکنی بھی ہے۔ اسلام کے نزدیک سب انسان بحیثیت انسان برابر ہیں۔ اگر کسی امیر آدمی نے غلطی کی ہے کسی بڑے جرم کا ارتکاب کیا ہے تو شریعت کی نگاہ میں اس کو قانون وحدود کے مطابق سزا ملنی چاہیے اسی طرح سے ایک معمولی انسان نے بھی حدود الٰہی کو توڑا ہے تو اسے بھی اس کے جرم کے مطابق سزا دی جائے گی۔ زمانہ جاہلیت میں یہ عام چلن تھا کہ کوئی معمولی آدمی یا بے حیثیت آدمی چوری کرتا تھا تو اس کو سزا دی جاتی تھی اور جب کوئی صاحب حیثیت آدمی جرم کرتا تھا تو اس کو چھوڑ دیا جاتا تھا۔ لیکن اسلام نے اس غلط روایت کو ختم کر دیا۔ اس نے عملی طور پر قانون نافذ کرکے یہ ثابت کر دیا کہ جرم کے مطابق ہر ایک کو سزا دی جائے گی۔ چاہے گھر کا غلام ہو یا اپنا لڑکا۔ سب کے ساتھ جرم کے معاملہ میں برابری اسلام کی حدود کا خاصہ ہے۔ حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں مصر کے گورنر عمرو بن عاصؓ کے صاحب زادے نے ایک قبطی کو بلا وجہ سر عام مارا تھا۔ اس قبطی نے مدینہ پہنچ کر حضرت عمرؓ سے شکایت کی۔ خلیفہ دوم نے باپ بیٹے کو مدینہ طلب کیا اور دربار میں گورنر کے قصور وار صاحب زادے کو قبطی کو خود سے بدلہ لینے کی اجازت دی اس طرح سے ایک صاحب حیثیت وعہدہ کے لڑکے کو دور خلافت میں بروقت سزا دی گئی۔ یہ اسلام کی موثر حدود کا نتیجہ تھا کہ کوئی بھی چاہے چھوٹا ہو یا بڑا جرم کرنے کے بعد بچ نہیں سکتا ہے۔ اس سے معاشرہ میں بے چینی کا خاتمہ ہوتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جرم کے معاملہ میں چھوٹے بڑے میں تمیز کرنے سے بے چینی پیدا ہوگی۔ چنانچہ اس روایت کے مطابق جب ایک قبیلہ کی عورت کے جرم کے معاملہ میں آپ سے سفارش کی گئی تو آپ نے برافروختگی کا اظہار کرنے کے ساتھ سابقہ قوموں کے برے انجام سے آگاہ کیا۔ اس روایت سے یہ سبق ملتا ہے کہ سفارش اچھے کاموں کے لئے ہونی چاہیے برے کاموں کے لئے سفارش نہیں کرنی چاہیے۔

ایک دوسری روایت میں حدود الٰہیہ کے قیام میں رکاوٹ بننے والی سفارش کو اللہ کی ناراضگی کا سبب قرار دیا گیا ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا جس شخص کی سفارش حدود الٰہیہ میں سے کسی حد (کے نفاذ میں) رکاوٹ ہو تو اس نے اللہ تعالیٰ کی مخالفت کی اور جس شخص نے غلط بات (کے ثابت کرنے) میں جھگڑا کیا حالانکہ وہ جانتا ہے کہ یہ بات باطل ہے۔ وہ جب تک اس بات سے نہ رکے گا، ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں رہے گا اور جس شخص نے کسی ایماندار آدمی کے بارہ میں ایسی بات کہہ دی جو اس میں نہیں ہے، اللہ تعالیٰ اس کو دوزخیوں کے خون اور پیپ کی جگہ میں ٹھہرائے گا۔ یہاں تک کہ وہ اپنی کہی ہوئی بات کی سزا بھگت لے۔ (احمد، ابوداؤد) اور بیہقی کی شعب الایمان میں روایت ہے کہ جس شخص نے جھگڑے میں اعانت کی جبکہ اسے اس کے بارے میں علم نہیں ہے کہ وہ سچ ہے یا جھوٹ ہے تو وہ جب تک اس بات سے کنارہ کش نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں رہے گا۔

مدیر مسئول

اصغر علی امام مہدی سلفی

مدیر

مولانا محمد خورشید عالم

مدیر اعزازی: مولانا رضاء اللہ عبدالکریم مدنی

مجلس ادارت

مولانا محفوظ الرحمن فیضی مولانا شہاب الدین مدنی ڈاکٹر سعید احمد مدنی
مولانا اسعد اعظمی مولانا طہٰ سعید خالد مدنی مولانا انصار زبیر محمدی

اس شمارے میں

درس حدیث	۲
اداریہ	۳
دیدارِ الٰہی: قرآنی آیات کی روشنی میں	۶
الجماعۃ کیا ہے؟	۹
وراثتِ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اور بعض متعلقہ مباحث	۱۱
استقامت وثبات قدمی	۱۶
بدشگونی و بدفالی سے بچنے کے طریقے واسباب	۱۸
خلیفہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا خط گورنروں کے نام (نظم)	۲۱
۲۱واں آل انڈیا مسابقہ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم...تاثرات	۲۲
رپورٹ مجلس عاملہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند	۲۴
مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز	۲۸
جماعتی خبریں	۲۹
اپیل	۳۱
اشتہار کلینڈر ۲۰۲۶ء	۳۲

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

بدلِ اشتراک

سالانہ	۱۵۰/روپے
فی شمارہ	۷/روپے
پاکستان	۵۰۰/روپے

بلاد عربیہ ودیگر ممالک سے ۳۵ ڈالر یا اس کے مساوی

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

اہل حدیث منزل ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔ ۱۱۰۰۰۶

ویب سائٹ www.ahlehadees.org

ترجمان ای میل jaridahtarjuman@gmail.com

جمعیت ای میل jamiatahlehadeeshind@hotmail.com

اداریہ

اصغر علی امام مہدی سلفی

کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں؟

انسان کو اللہ تعالیٰ نے زمین میں اس لئے بسایا تھا کہ وہ اس کی عبادت وبندگی کا فریضہ بجالائے، اس کی مخلوق کے ساتھ بہتر برتاؤ اور حسن سلوک کرے، اپنے جیسے لوگوں کے لئے مہربان اور سارے انسانوں کا محبان ونگہبان بنے اور زمین میں شر وفساد، خون خرابہ، عداوت ودشمنی اور نفرت وتعصب تو دور کی بات ہے، ادنی مت بھید اور بھید بھاؤ بھی روا نہ رکھے، بلکہ ہر سو بھائی چارہ، محبت اور الفت کا وہ سماں بندھا رہے کہ سب شیر وشکر ہوکر رہیں، ''من تو شدم، تو من شدی، من تن شدم، تو جاں شدی، تا کس نہ گوید بعد ازیں، من دیگرم تو دیگری'' کی طرح پوری امت، بلکہ ساری انسانیت یک عضو کی مانند ہو اور حدیث رسول گرامی فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وسلم ''**المومن للمومن کالبنیان یشد بعضه بعضا**'' (بخاری) ''ایک مومن دوسرے مومن کے لیے اس طرح سے ہے جیسے کہ عمارت جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو آپس میں جوڑے ہوئے رہتا ہے'' کا مصداق ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مومنوں کی آپسی قربت ومحبت اور سلوک کی مثال دیتے ہوئے فرمایا ''**تری المومنین فی توادهم وتراحمهم وتعاطفهم كمثل الجسد اذا اشتکی عضو تداعی له سائر الجسد بالسهر والحمی**'' (البخاری) ''تم مومنوں کو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ رحمت ومحبت کا معاملہ کرنے اور ایک دوسرے کے ساتھ لطف ونرم خوئی میں ایک جسم جیسا پاؤ گے کہ جب اس کا ایک حصہ بھی تکلیف میں ہوتا ہے تو سارا جسم تکلیف سے کراہ اٹھتا ہے۔''

اور اللہ تعالی کا ارشاد ہے ''**يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوباً وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ**'' (الحجرات: ۱۳) ''اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک ہی مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے۔ اور اس لیے کہ تم آپس میں ایک

دوسرے کو پہچانو تمہارے کنبے اور قبیلے بنادیے ہیں۔ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔ یقین جانو کہ اللہ دانا اور باخبر ہے۔''

بلکہ اس سے بڑھ کر ایک ہی ذات سے ان کو وجود بخش کر ان کی یکجائیت، اپنائیت، یکسانیت اور وحدت ویگانگت کو درشایا اور بتایا گیا اور اسے ان کے ایمان وعقیدہ، ذہن ودماغ، آستھا اور یقین میں جگہ دی گئی۔ ارشاد باری تعالی ہے۔ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالاً كَثِيراً وَنِسَاء وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءلُونَ بِهِ وَالأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيباً (النساء:۱) ''اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو، جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کرکے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلادیں۔ اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتے ناطے توڑنے سے بھی بچو۔ بے شک اللہ تعالی تم پر نگہبان ہے۔''

اسی کو فارسی کے نصاب میں بایں طور پڑھایا گیا ہے:

بنی آدم اعضائے یک دیگر ند
کہ در آفرینش زیک گوہرند
چو عضوے بدرد آورد روزگار
دیگر عضوہا را نماند قرار

یہ حالت وکیفیت ہر انسان کی ہونی چاہیے اور ہر حال میں ہونی چاہیے۔ اصل اور مطلوب یہ نہیں ہے کہ انسان مادی طور پر کتنا ترقی یافتہ ہے؟ یہ معیار نہیں ہے کہ انسان کس قدر بلندیوں میں اڑ رہا ہے؟ کس طرح ستاروں پر کمندیں ڈال رہا ہے؟ کس طور پرآرام وآسائش اور پر تعیش زندگی گزار رہا ہے؟ کتنا مال ودولت، سیم وزر اور درہم ودینار کمارہا ہے؟ علوم وفنون سے کس قدر دامن بھر رہا ہے اور علم وحکمت، فکر وفلسفہ اور سائنس وٹیکنالوجی میں کتنا ترقی کررہا ہے؟ اور اس میں کس قدر سرگرداں، محو ومگن اور تعب اور تھکن سے چور چور ہو رہا ہے یا دولت کتنی کمارہا ہے؟ انسان اس دنیا اور اس کی چندروزہ زندگی میں اپنی تمام تر ترقیات کی حرص وآرزو میں اتنا مبتلا ہے کہ اپنی اصل زندگی اور مقصد زندگی کا اسے پتہ ہی نہیں۔ اپنا چین وسکون گنوار ہا ہے اور متاع زندگی نہیں پارہا ہے۔ اس کی زندگی اجیرن بنتی چلی جارہی ہے اور وہ جس متاع گراں مایہ اور دولت بے بہا کی تلاش میں بھٹک رہا ہے وہ اسے عموما حاصل بھی نہیں ہورہی ہے۔ ویسے بھی انسان بہت زیادہ مشقتوں کے ساتھ پیدا ہوا ہے اور بڑی رکاوٹوں، سخت آزمائشوں اور شدید محنت میں لگا رہنا اس کا مقدر ہے۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي كَبَدٍ (البلد:۴) ''یقیناً ہم نے انسان کو بڑی مشقت میں پیدا کیا ہے۔'' شرط یہ ہے کہ وہ اپنی ان محنتوں کا محور ومرکز رب کی رضا جوئی اور آخرت کی کامیابی وسرخروئی کے لئے کررہا ہو۔ ورنہ حاصل زندگی صفر ہے، بلکہ دوہرا عذاب ہے۔ یا تو عمل ''هباء منثورا'' ہے، یا سراپا اذیت وعذاب اور ''عاملة ناصبة'' کے مصداق ہے۔ اور ثم تكون حسرة عليهم اس پر مستزاد ہے اور بسا اوقات خسر الدنيا والآخرة کے لائق حال ہے۔ وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ (الحشر:۱۸) ''اور ہر شخص دیکھ بھال لے کہ اس نے کل قیامت کے واسطے اعمال کا کیا ذخیرہ بھیجا ہے۔''

ایک انسان یوں بھی اپنا انجام جاننا چاہے تو اس کے لئے آسان ہے۔ فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَى (اللیل:۵-۷) ''جس نے دیا اللہ کی راہ میں اور ڈرا اپنے رب سے اور نیک بات کی تصدیق کرتا رہے گا تو ہم بھی اس کو آسان راستے کی سہولت دیں گے۔''

فَأَمَّا مَن طَغَى. وَآثَرَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا. فَإِنَّ الْجَحِيمَ هِيَ الْمَأْوَى. وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَى، فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَى. (النازعات:۳۷-۴۱) ''تو جس شخص نے سرکشی کی ہوگی اور دنیوی زندگی کو ترجیح دی ہوگی اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔ اور ہاں جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا رہا ہوگا اور اپنے نفس کو خواہش سے روکا ہوگا تو اس کا ٹھکانا جنت ہی ہے۔''

دنیا میں بھی ان کے لئے سرخروئی اور کامیابی ہے، بلکہ ساری زندگی کا حقیقی جوہر ان ہی کے ہاتھ میں ہے۔ یہ وعدہ الٰہی اور سنت اللہ اور فطرت کا تقاضہ ہے۔ مَنْ عَمِلَ صَالِحاً مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (سورہ

النحل:۹۷) ''جو شخص نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت، لیکن با ایمان ہو تو ہم اسے یقیناً نہایت بہتر زندگی عطا فرمائیں گے اور ان کے نیک عمل کا بہتر بدلہ بھی انہیں ضرور ضرور دیں گے۔''

اب انسان کی کامیابی کے لئے صرف ایک ہی راستہ ہے اور وہ ہے سچائی کا راستہ، ایمانداری کا راستہ، بہی خواہی کا راستہ، محبت کا راستہ، امن کا راستہ، پیار کی ڈگر اور انسانیت کا راستہ۔ اور یہ تمام ادیان میں قدرے مشترک ہے، جس کا علمبردار اسلام ہے۔ کیونکہ وہ سراپا سلم وصلح، آشتی اور امن وسلام سے بنا ہے۔ وہ اسم بامسمی ہے اور اس کی تعلیمات انہی اچھائیوں اور سارے جہان کی خوبیوں کی جامع ہیں۔ اس کا حرف آغاز رحم وکرم ہے اور وہ سب سے بڑے رحیم وکریم اور معبود برحق کے نام سے شروع ہوتا ہے۔ وہ انسانیت کو انسانیت نما شیطانوں کے شر، وسوسے اور بہلانے پھسلانے سے بچاتا ہے، بلکہ اسے سب سے محفوظ قلعے میں پہنچا کر، دنیا اور دنیا والوں کے خرخشے سے بچا کر، ظلم وناانصافی کے اندھیروں سے نکال کر، انسانیت نوازی کے اجالے میں لاتا ہے۔ ان کو خناس خواہ انسانوں میں سے ہوں یا جنات میں سے، کے بھٹکانے سے بھی محفوظ کرتا ہے اور صراط مستقیم پر گامزن کرتا ہے۔

لیکن آج کا انسان اس روشن حقیقت سے نابلد ہے، یا پھر بوجوہ دیدہ ودانستہ اس سے نظریں چرا رہا ہے۔ تعصب وتنگ نظری اور حسد وکینہ کی آگ میں جل کر اسلام، مسلمانوں بلکہ انسانیت کا گلا گھونٹ رہا ہے، رنگ ونسل، ذات پات اور مذہب ومسلک کے نام پر کدورتیں اور نفرتیں بانٹ رہا ہے، دہشت وتشدد کا تانہ بانہ اس سے جوڑ رہا ہے، ایک مخصوص طبقہ کے خلاف بلا جواز بائیکاٹ کا ٹرینڈ چلا رہا ہے، استخلاص وطن کی خاطر پیش کی گئی اس کی بے مثال قربانیوں کو فراموش کر کے اسے دیس نکالا دینے کی کوششیں کر رہے ہیں اور اس طرح سے پورے ملک اور دنیا میں نفرت وعداوت، خوف ودہشت اور ظلم وناانصافی کی کھیتی پک کر تیار ہونے لگی ہے اور عدم برداشت اور قتل وغارت گری کا اندھا اژدہا پھن کاڑھے کھڑا ہے۔ جس کے شکار دوسرے ہوں نہ ہوں وہ خود ہو رہا ہے۔ ''چاہ کن را چاہ درپیش'' کا مقولہ کسے یاد نہیں۔ پھر لوگ اس خودکشی کی راہ پر کیوں گامزن ہو رہے ہیں؟ قوم کے ایک فرد کی بے راہ روی، ناسمجھی، لاپرواہی، جگ ہنسائی پوری قوم کو شرمندہ کر دیتی ہے، قعر مذلت میں پہنچا دیتی ہے۔ اس کی ایک بیوقوفی، ناعقلی، بے شعوری، کمینگی اور بدنامی کی وجہ سے پوری قوم کی بدنامی ہوتی ہے، اس کا مورل ڈاؤن ہو جاتا ہے اور سب کی ناک کٹ جاتی ہے۔

چوں از قومے یکے بے دانشی کرد
نہ کہہ را منزلت ماند نہ مہ را

اور یہاں تو آوا کا آوا ہی خراب ہے اور ہر چھوٹے بڑے اسی بے راہ روی، دنیا داری، آپسی رسہ کشی، بلکہ بسا اوقات خود کو اپنے بھائیوں سے بالا ثابت کرنے کے لیے نازک سے نازک گھڑی میں نفاق وشقاق کی راہ اپنا لیتا ہے، میر جعفر اور میر صادق کا کردار ادا کرتا ہے۔ اپنے بھائی کی ادنی ترقی بلکہ اس کا وجود برداشت نہیں کرتا اور دوسروں کے ظلم وستم اور باتوں کو سہہ کر ان کا غلام بے دام اور مدام خادم وخوار بن کر ملت فروشی، ایمان فروشی اور دریوزہ گری کرنے لگتا ہے۔ ملک وملت اور جماعت کی صفوں میں دراڑ پیدا کرتا ہے۔ وہ جسد امت کا ایک صالح عضو، جماعت کا بہترین فرد اور اس کا دست وبازو کیا بنتا اگر اس کا لولا اور بے حس وحرکت ہاتھ بھی ہوتا تو غنیمت تھا اور ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہوتے کہ ''یدک منک ولو کانت شلاء'' کہ اپنا ہاتھ لولا ہی سہی۔ مگر نفع ونقصان قومی وملی اور جماعتی وانسانی سے بے پرواہ وہ ہاتھ خود ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو کر ناسور بنا پورے جسم ملت وجماعت اور خاندان کو کھوکھلا کر کے جانکنی کے عالم میں پہنچا رہا ہے۔ اقبال نے کیا ہی خوب کہا تھا:

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

آخر امت اتنی ساری فکری، اعتقادی، مذہبی، مسلکی، علاقائی، لسانی، جغرافیائی اور رنگ ونسل کی تفریق اور برائیوں میں اسی قدر لت پت ہو کر ہر سطح پر خود ہی الجھتی رہے گی تو خیر امت ساری انسانیت کی بھلائی کب کرے گی؟ یہ پوری امت کے لیے ہر سطح پر لمحہ فکریہ ہے۔ آخر فرد وجماعت، ملک وملت اور انسانیت کی تعمیر وترقی کا کام کب ہوگا؟ فافہم وتدبر!

☆☆☆

دیدار الٰہی: قرآنی آیات کی روشنی میں

ابوعدنان سعید الرحمٰن نورالعین سنابلی

اہلِ ایمان کو آخرت میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کی جو عظیم اور بے مثال نعمت حاصل ہوگی، وہ ان کے لیے سب سے بڑی خوش بختی اور سعادت ہوگی۔ قرآن وسنت میں اس حقیقت کو نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ متعدد آیاتِ قرآنی میں اہلِ ایمان کے چہروں کی نورانیت اور بشاشت کا ذکر ہے، اور یہ چمک وتازگی دراصل اسی سعادتِ عظمیٰ، یعنی دیدارِ الٰہی کی برکت کا نتیجہ ہوگی۔

اللہ تعالیٰ نے اہلِ احسان کے لیے جنت کی بشارت دی ہے، اور اس جنت کے ساتھ مزید انعام کے طور پر اپنے دیدار کی خوشخبری بھی سنائی ہے۔ یہ ایسا انعام ہے جس کی لذت وحلاوت کا اندازہ انسانی عقل نہیں لگا سکتی۔ اس کے برعکس اہلِ شرک کفر ونفاق کو اس نعمت سے محروم رکھا جائے گا۔ وہ اپنے رب کے دیدار سے ہمیشہ کے لیے محروم رہیں گے، اور یہی ان کے لیے سب سے بڑی محرومی، حسرت اور ذلت کا سامان ہوگا۔

مفسرین اور ائمہ کرام نے ان آیات کی روشنی میں یہ بات صراحت کے ساتھ واضح کی ہے کہ اہلِ ایمان کے لیے رویتِ باری تعالیٰ ایک یقینی حقیقت ہے، جس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ یہی وہ بلند ترین سعادت ہے جو قیامت کے دن اہلِ ایمان کے نصیب میں لکھی گئی ہے۔

زیرِ نظر سطور میں ہم ان آیاتِ قرآنی کا تذکرہ کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں جن میں دیدارِ الٰہی کا بیان آیا ہے، اور اس کے ساتھ مفسرین وائمہ دین کے اقوال بھی پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے تاکہ یہ حقیقت پوری طرح روشن ہو جائے کہ قیامت کے دن نیک بندے اپنے رب کے دیدار کا شرف حاصل کریں گے، اور یہ سب سے عظیم انعام ہوگا جو انہیں عطا کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ”وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ، إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ“ (سورۃ القیامۃ/ 22-23) یعنی اس روز بہت سے چہرے تروتازہ اور بارونق ہوں گے۔ اپنے رب کی طرف دیکھتے ہونگے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما ان آیات کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن اہلِ ایمان کے چہرے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوں گے اور اسے دیکھ رہے ہوں گے۔ (تفسیر ثعلبی 28/ 145، تفسیر بغوی 5/ 185، الشریعۃ للآجری 2/ 990)

محمد بن کعب قرظیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان کے چہروں کو تازگی عطا فرمائے گا اور انہیں دیدارِ الٰہی کے لیے حسین وجمیل بنا دے گا۔ (الشریعۃ للآجری 2/ 989)

عکرمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اہل ایمان اپنی نگاہوں سے اللہ جل شانہ کو دیکھ رہے ہوں گے۔ (تفسیر طبری 23/ 507، ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یزید نحوی تک اس کی سند صحیح ہے۔ ملاحظہ ہو: فتح الباری 13/ 424-425)

عطیہ عوفی کے مطابق اہلِ ایمان اللہ جل شانہ کو دیکھیں گے، لیکن اس کی عظمت وجلال کی وجہ سے ان کی نگاہیں اس کا احاطہ نہیں کرسکیں گی۔ (تفسیر طبری 23/ 507) امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ کا کہنا ہے کہ مومنوں کو دیدارِ الٰہی نصیب ہوگا، اور انہوں نے اس بات پر اسی آیتِ کریمہ سے استدلال کیا ہے۔ (شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ 3/ 518-555) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اہلِ ایمان کے روشن اور ہشاش بشاش چہرے اللہ جل شانہ کا دیدار براہِ راست کریں گے۔ (الرد علی الجہمیۃ والزنادقۃ، ص 77) امام کرمانیؒ لکھتے ہیں کہ جمہور مفسرین کے نزدیک اس آیتِ کریمہ سے مراد رویتِ الٰہی ہے۔ (لباب التفسیر للرکمانی، ص 3453)

ابن مندہ رحمہ اللہ کے مطابق مفسرین صحابہ کرام میں سے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور تابعین میں محمد بن کعب، عبدالرحمٰن بن سابط، حسن بن ابی الحسن، عکرمہ، ابو صالح، سعید بن جبیر وغیرہ کا کہنا ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اہلِ ایمان اپنے رب کے چہرے کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔ دیگر بعض علماء کرام سے بھی اسی مفہوم کی تفسیر منقول ہے۔ البتہ جن لوگوں نے اس کا معنی یہ بیان کیا ہے کہ اہلِ ایمان ”ثواب کے منتظر ہوں گے“، تو یہ قول شاذ ہے اور ثابت نہیں۔ (الرد علی الجہمیۃ لابن مندہ، ص 55)

ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ سب سے واضح دلیل ہے۔ لیکن جو لوگ ”تاویل“ کے نام پر دراصل تحریف کے خواہاں ہیں، ان کے لیے آخرت، جنت، جہنم اور حساب وغیرہ سے متعلق نصوص کی تاویل اس سے کہیں زیادہ آسان ہے۔

اگر کوئی شخص نصوص کو بدلنے اور تاویل کرنے پر ہی اصرار کرے تو اس کے لیے راستہ نکل ہی آتا ہے، جیسا کہ ان نصوص کی تاویل کرنے والوں نے نکال لیا۔ مگر اُن کے اس طرزِ عمل نے دین اور دنیا دونوں کو برباد کردیا ہے۔ یہی رویہ یہود ونصاریٰ نے تورات وانجیل کے ساتھ اپنایا تھا، جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان کے نقشِ قدم پر چلنے سے

صراحت کے ساتھ منع فرمایا ہے۔ لیکن افسوس کہ اہلِ باطل کی خواہش یہی ہے کہ لوگ ان کی راہ پر چلیں۔ حقیقت یہ ہے کہ فاسد تاویل نے دین اور اہلِ دین دونوں کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔ (شرح الطحاویہ،ص 154)

اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے: ”لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ“ (سورہ یونس / 25) یعنی جولوگ نیک عمل کریں گے انہیں جنت ملے گی، اور اللہ کا دیدار نصیب ہوگا۔

اس آیت کریمہ میں ”حُسنیٰ“ سے مراد جنت اور ”زیادۃ“ سے مراد دیدارِ الٰہی ہے۔ یہی تفسیر ابوبکر صدیق، حذیفہ، ابوموسیٰ، صہیب، عبادہ بن صامت، کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہم اور عامر بن سعد، عبدالرحمن بن سابط، حسن بصری، عکرمہ، ابوالجوزاء، ضحاک، سدی، عطا اور مقاتل رحمہم اللہ نے بیان کی ہے۔ (الرد علی الجہمیۃ للدارمی، ص 119؛ تفسیر طبری 12 / 156؛ تفسیر ثعلبی 14 / 201)

امام ابن عطیہ رحمہ اللہ بھی فرماتے ہیں کہ جمہور مفسرین کے نزدیک ”حسنیٰ“ سے مراد جنت اور ”زیادۃ“ سے مراد اللہ جل شانہ کا دیدار ہے۔ (المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز 3/115)

اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا: ”كَلَّا إِنَّهُمْ عَن رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ“ (سورۃ المطففین / 15) یعنی ہرگز نہیں، بے شک وہ لوگ اس دن اپنے رب کی دید سے روک دیئے جائیں گے۔

اس آیتِ کریمہ کے مفہوم مخالفت سے رویتِ باری تعالیٰ کے اثبات پر استدلال کیا گیا ہے۔ اس آیت کے مطابق منافقین کو دیدارِ الٰہی سے محروم رکھا جائے گا۔ اس کا لازمی مطلب یہ ہے کہ اہلِ ایمان کو دیدارِ الٰہی نصیب ہوگا، کیونکہ اگر اہلِ ایمان اور اہلِ کفر ونفاق دونوں ہی دیدارِ الٰہی سے محروم رہیں تو پھر محرومی میں دونوں برابر ہو جائیں گے۔ اس صورت میں اہلِ ایمان کے لیے کوئی فضیلت باقی نہ رہے گی اور نہ ہی اس آیت میں اہلِ کفر ونفاق کے لیے عار اور ذلت کا کوئی پہلو باقی رہے گا۔

مقاتل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جنتی اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے اور اللہ تعالیٰ انہیں اس سعادت سے محروم نہیں کرے گا بلکہ ان سے کلام بھی فرمائے گا۔ لیکن کافروں کو پردے کے پیچھے کھڑا کر دیا جائے گا، اللہ نہ ان سے بات کرے گا، نہ انہیں دیکھے گا، نہ ان کا تزکیہ فرمائے گا، بلکہ انہیں جہنم میں داخل کرنے کا حکم دے دیا جائے گا۔ (تفسیر مقاتل بن سلیمان 4 / 623)

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ آیتِ کریمہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اولیائے کرام قیامت کے دن اپنے رب کا دیدار کریں گے۔ (شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ 3 / 519)

امام دارمی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس آیت کریمہ سے واضح ہوتا ہے کہ تمام کفار کو دیدارِ الٰہی سے روک دیا جائے گا، جبکہ اہلِ جنت اس سے محروم نہیں ہوں گے۔ (الرد علی الجہمیۃ 3 / 564)

سہل تستری رحمہ اللہ کے بقول: اس آیت میں مومنوں کے لیے دیدارِ الٰہی کے اثبات کی بالکل واضح دلیل موجود ہے۔ (تفسیر تستری، ص 189)

اللہ تعالیٰ مزید ایک جگہ فرماتا ہے: ”لَهُم مَّا يَشَاءُونَ فِيهَا وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ“ (سورہ ق / 35) یعنی وہاں ان کے لیے وہ سب کچھ ہوگا جو وہ چاہیں گے اور ہمارے پاس اس سے بھی زیادہ بہت کچھ ہوگا۔

اس آیت میں موجود ”لدینا مزید“ سے مراد کے بارے میں مفسرین کے تین اقوال ہیں:

پہلا قول: اس سے مراد دیدارِ الٰہی ہے۔ جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے۔ (تفسیر طبری 21 / 454؛ الابانۃ عن اصول الدیانۃ للاشعری، ص 45)

انس رضی اللہ عنہ ”لدینا مزید“ کے سلسلے میں کہتے ہیں کہ ہر جمعہ کے دن اللہ جل شانہ اہلِ جنت کے لئے تجلی فرمائے گا۔ (السنۃ لعبداللہ بن احمد 2 / 530، تفسیر ابن ابی حاتم 10 / 3310، الرد علی الجہمیۃ للدارمی، ص 120؟، مجموع الفتاویٰ 6 / 415)

قشیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ”وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ“ سے مراد دیدارِ الٰہی اور اس کی رویت ہے۔ (لطائف الاشارات، تفسیر القشیری 3/455)

البتہ امام قشیری رحمہ اللہ کی یہ بات کہ اس پر مفسرین کا اتفاق ہے، محلِ نظر ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ جنتیوں کے اوپر سے ایک بادل گزرے گا جو ان پر حوروں کی بارش برسائے گا۔ حوریں کہیں گی کہ ہمارے بارے میں ہی اللہ جل شانہ نے ”وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ“ فرمایا ہے۔ یہ بات امام زجاج نے بیان کی ہے۔ (زاد المسیر فی علم التفسیر 4 / 164)

تیسرا قول یہ ہے کہ جنتیوں کو وہ سب نعمتیں عطا کی جائیں گی جو ان کی تمنا اور دعا کا حصہ رہی ہوں گی، اور اس کے علاوہ ایسی نعمتیں بھی ملیں گی جنہیں نہ کسی کان نے سنا ہوگا اور نہ ہی کسی انسان کے دل میں ان کا خیال آیا ہوگا۔ یہ قول ابوسلیمان دمشقی نے نقل کیا ہے۔ (زاد المسیر فی علم التفسیر 4 / 164)

اللہ تعالیٰ سورہ مطففین (آیت نمبر / 23) میں ارشاد فرماتا ہے: ”عَلَى الْأَرَائِكِ يَنظُرُونَ“ یعنی تختوں پر بیٹھے نظارے کریں گے۔

اس آیتِ کریمہ میں ذکر ہے کہ اہلِ جنت تختوں اور مسندوں پر بیٹھے نظارے کر رہے ہوں گے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کس چیز کے نظارے کریں گے؟ اس بارے میں مفسرین کے چار اقوال ہیں:

پہلا قول: امام نحاسؒ کے مطابق وہ جنت میں ملنے والی مختلف نعمتوں، حورِعین، خدام، سواریوں اور دیگر آسائشوں کا مشاہدہ کر رہے ہوں گے۔ (اعراب القرآن للنحاس 5/112) دوسرا قول: مقاتل رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ وہ اپنے دشمنوں کو جہنم کے عذاب میں مبتلا دیکھ رہے ہوں گے۔ (تفسیر ثعلبی 29/72) تیسرا قول: جب جنتیوں کو کسی چیز کی خواہش ہوگی تو وہ اس کو دیکھ لیں گے اور وہ چیز فوراً ان کے سامنے حاضر کر دی جائے گی۔ ان تینوں اقوال پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب ایک ہی نوع کی چیزیں ہیں اور ان میں جنت میں ملنے والی نعمتوں کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ کہا جائے: وہ جنت کی تمام نعمتوں کا مشاہدہ کریں گے۔

چوتھا قول: وہ اللہ جل شانہ کا دیدار کر رہے ہوں گے۔ اس معنیٰ کی تائید اگلی آیت سے بھی ہوتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: "تَعْرِفُ فِي وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيمِ" (سورۃ المطففین/24) یعنی اگر تم انہیں دیکھو تو خوشحالی کی تازگی ان کے چہروں سے نمایاں ہوگی۔

نظارے کا ذکر جب نضرۃ (تازگی) کے ساتھ آئے تو اس سے مراد دیدار ہی ہوتا ہے، جیسا کہ ایک اور جگہ ارشاد ہے: "وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ، إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ" (سورۃ القیامۃ/22-23) یعنی اس روز بہت سے چہرے تروتازہ اور بارونق ہوں گے۔ اپنے رب کی طرف دیکھتے ہونگے۔

مزید یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جنتیوں کی نعمتوں کا آغاز اسی آیت سے کیا ہے، اور یہ اصول ہے کہ ابتدا سب سے بڑی نعمت سے ہوتی ہے۔ اور ہمیں معلوم ہے کہ سب سے عظیم نعمت دیدارِ الٰہی ہی ہے۔ (مفاتیح الغیب، تفسیر رازی 31/91)

امام ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں نے اس آیت سے یہ مراد لی ہے کہ اہلِ جنت اپنے دشمنوں کو عذاب میں دیکھیں گے، یا اپنے محلات و باغات کا نظارہ کریں گے، یا ایک دوسرے کو دیکھیں گے۔ لیکن یہ سب اصل مقصد سے انحراف ہے۔ صحیح مفہوم یہ ہے کہ وہ اپنے رب کے چہرے کا مشاہدہ کریں گے، جبکہ مشرکین اس سعادت سے محروم رکھے جائیں گے۔ (إغاثۃ اللھفان 1/32)

اللہ تعالیٰ سورہ اعراف (آیت/143) میں ارشاد فرماتا ہے: "رَبِّ أَرِنِي أَنظُرْ إِلَيْكَ" یعنی اے میرے پروردگار اپنا دیدار مجھ کو کرا دیجئے کہ میں ایک نظر تم کو دیکھ لوں۔ امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس تفسیر کے بارے میں اہلِ بدعت کا کہنا ہے: جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ آخرت میں دیدارِ الٰہی ممکن ہے، وہ کفر کا مرتکب ہوتا ہے۔ اگر یہ بات درست مان لی جائے تو اس کی بنیاد پر موسیٰ علیہ السلام کی بھی تکفیر لازم آتی ہے۔ حالانکہ موسیٰ علیہ السلام کی تکفیر ہی انسان کے کفر اور جہالت کے لیے کافی دلیل ہے۔ (التمہید لما فی الموطا من المعانی والاسانید 7/155)

امام رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر دیدارِ الٰہی کو ناممکن قرار دیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ موسیٰ علیہ السلام (نعوذ باللہ) اللہ جل شانہ کے بارے میں جاہل تھے۔ (معالم اصول الدین، ص 75)

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کے دیدار کی دعا اسی لیے کی، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یہ ممکن ہے۔ اگر یہ امر محال ہوتا تو موسیٰ علیہ السلام ہرگز اس کا سوال نہ کرتے۔ پھر یہ بھی ناممکن ہے کہ موسیٰ علیہ السلام پر اس کے امکان کی حقیقت مخفی رہ جاتی، کیونکہ اس صورت میں لازم آتا ہے کہ وہ نبوت کے بلند مقام، اللہ تعالیٰ کی جانب سے منتخب کیے جانے، اور بلا واسطہ اللہ جل شانہ کے کلام سننے کے باوجود اپنے رب سے نابلد ہوں۔ اور جو شخص ایسا گمان کرے، وہ درحقیقت کفر کا مرتکب ہے۔ (المفہم لما اشکل من تلخیص کتاب مسلم 1/402)

اللہ تعالیٰ سورہ ملک (آیت/27) میں ارشاد فرماتا ہے: "فَلَمَّا رَأَوْهُ زُلْفَةً" (سورہ ملک/27) یعنی پس جب وہ اس کو قریب دیکھیں گے۔

حسن بصری رحمہ اللہ نے "زُلفۃ" کی تفسیر براہِ راست دیکھنے (معاینہ کرنے) سے کی ہے اور فرمایا ہے کہ اہلِ ایمان اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے، لیکن اس کا احاطہ نہیں کر سکیں گے۔ (الابانۃ الکبریٰ 7/51) قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب وہ عذاب اور اس کی سختیوں کو دیکھیں گے تو ان کے چہرے کا رنگ متغیر ہو جائے گا۔ (تفسیر عبدالرزاق 3/327) امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اکثر مفسرین کے نزدیک اس کا مفہوم یہ ہے کہ یہ کیفیت اس وقت ہوگی جب وہ آخرت کا عذاب دیکھ لیں گے۔ (تفسیر قرطبی 18/220) اللہ تعالیٰ سورہ سجدہ (آیت/17) میں ارشاد فرماتا ہے: "فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ" یعنی کوئی نفس نہیں جانتا جو کچھ ہم نے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے لئے پوشیدہ کر رکھی ہے جو کچھ کرتے تھے یہ اس کا بدلہ ہے۔ اس آیت کی تفسیر دیدارِ الٰہی کے مفہوم میں بھی کی گئی ہے، اور اس کے علاوہ دیگر معانی بھی مفسرین نے بیان کیے ہیں۔ (تفسیر طبری 18/616)

خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کریم کی متعدد آیات اور ان کی تفاسیر سے یہ حقیقت بالکل واضح ہوتی ہے کہ قیامت کے دن اہلِ ایمان کو اللہ تعالیٰ کے دیدار کا شرف حاصل ہوگا۔ وہ اپنی آنکھوں سے براہِ راست اپنے رب کو دیکھیں گے، اور یہ دیدار ان کے لیے خوشی، سکون اور چہروں کی تازگی و نضارت کا باعث بنے گا۔ یہی آخرت میں نیک لوگوں کو ملنے والی سب سے بڑی نعمت اور بلند ترین سعادت ہوگی۔ اس کے برعکس اہلِ کفر و نفاق اس عظیم انعام سے محروم رہیں گے، اللہ تعالیٰ ان پر پردہ ڈال دے گا اور وہ اپنے رب کو دیکھنے سے محروم رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ہمیں اس عظیم نعمت سے بہرہ مند فرمائے، ہمیں اپنے چہرے کی رویت نصیب کرے اور ہمارے چہروں کو اپنی رویت مبارکہ سے منور اور شاداب فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔ ☆☆

ڈاکٹر رفیع اللہ مسعود تیمی

الجماعۃ کیا ہے؟

متبعین کتاب وسنت الجماعہ ہیں؟: اس سے قبل یہ باتیں بیان کی جا چکی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس جماعت کی بات کی ہے وہ شرعی دلائل کی روشنی میں یقیناً وہی لوگ ہیں جو ایمان والے، اسلام والے، احسان والے اور دین والے ہوں، ان کا دل مجلی و مصفی ہو اور رضائے الٰہی کے حصول کے لئے ہمہ وقت تڑپ رہا ہو۔ ہر دور میں خواہ وہ فتنہ وفساد سے پاک رہا ہو یا فتنہ وفساد سے بھرا ہو ہو، حق پر قائم رہے، آج بھی ہیں اور آئندہ آنے والی نسلوں میں وہ حق پر قائم رہیں گے۔ قرآن وحدیث کے سچے پیروکار وہی ہوں گے۔ یہاں میں آج صرف یہ بات کرنے پر آمادہ ہوں کہ کیا صاحب جماعت ایک سچا مسلم ہوتا ہے۔ اور اگر یہ بات حق ہے تو اس کے وہ اوصاف حمیدہ کیا ہیں جن کا تعلق صاحب الجماعۃ سے ایک مخلص مسلم ہونے کے ناطے ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک مخلص بندہ کو ''مسلم یعنی سچے پیروکار'' سے پکارا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایسے پر فتن دور میں جہاں ایک اللہ کو چھوڑ کر غیروں کی پوجا پاٹ ہو رہی تھی وہاں انہوں نے اپنے سچے مسلم یعنی متبع ہونے کا بایں الفاظ اعلان کیا تھا۔

قُلْ إِنَّنِي هَدَانِي رَبِّي إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ دِينًا قِيَمًا مِّلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ (الانعام:۱۶۱-۱۶۳) آپ کہہ دیجئے کہ میرے رب (پروردگار) نے مجھے سیدھی راہ یعنی دین قیم کی طرف رہنمائی کی ہے جو ابراہیم کا دین تھا، وہ ابراہیم جو صرف اللہ کی یکسو ہو کر عبادت کرنے والے تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے۔ آپ کہہ دیجئے کہ میری نماز، اور میری قربانی، اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے، اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے، اور میں اللہ کا پہلا مسلمان یعنی سچا فرمانبردار بندہ ہوں۔

اس آیت کریمہ سے بہت ساری بنیادی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ اولا یہ کہ ہدایت دینے کا کام اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے، انسان بس اسے پالینے کے لیے کوشاں رہے تو ہدایت کی راہ آسان ہو جاتی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہود ونصاریٰ جس دین پر قائم ہیں وہ دین قیم نہیں ہے، صراط مستقیم دین قیم ہے۔ اور دین قیم دین ابراہیم ہے۔ اور دین ابراہیمؑ ہی دراصل دین اسلام ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے مخلص بندوں (یعنی جماعت حقہ والوں کے لیے) پسند فرمایا۔ اور جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تا حیات قائم رہے، اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سچے اسلاف کرام قائم رہے۔ اور دین حنفی پر قیام کا سلسلہ تا قیام قیامت باقی رہے گا، جو بھی دین حنفی پر قائم ہو وہی مخلص مسلمان ہوگا اور وہی متبع کتاب وسنت اور جماعت ہوگا۔ تیسری بات یہ کہ دین حنفی جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جانثاران صحابہ قائم تھے اور جماعت حقہ قائم رہے گی، میں بڑی وسعت ہے۔

مسند احمد میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کونسا دین سب سے زیادہ محبوب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دین حنفی جس میں تنگی نہیں ہے۔

اس حدیث میں دین حنفی سے مراد یقیناً دین اسلام ہے جس پر الجماعہ قائم رہے گی اور یہ بات تو اللہ تعالیٰ نے خود قرآن مجید میں بیان کر دیا ہے۔

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ (آل عمران:۱۹) بے دین برحق اللہ کے نزدیک اسلام ہے دین اسلام اللہ کا پیارا دین ہے۔ اس کے علاوہ اور کسی دین کو اللہ نے قبول نہیں کیا۔ اس کی وضاحت قرآن میں اس طرح کی گئی ہے۔

وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ (آل عمران:۸۵) اور جو شخص اسلام کے علاوہ کوئی دوسرا دین چاہے گا، تو اس کی طرف سے قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں سے ہوگا۔

معلوم ہوا کہ اسلام ہمیشہ اللہ کا محبوب دین رہا ہے اور اس کو ہر نبی لے کر آئے۔ ان کے زمانے کے لوگوں پر اسی کی اتباع لازم قرار پائی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو سابقہ شریعتیں ختم کر دی گئیں اور دین حنفی یعنی دین اسلام اپنی تمام تر شوکتوں کے ساتھ باقی رہا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کو مکمل کر دیا گیا اور کھلے طور پر اللہ تعالیٰ نے.. وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا (المائدہ:۳) ''اور اسلام کو بحیثیت دین تمہارے لیے پسند کر لیا'' کے ذریعہ دین اسلام سے اپنی پسندیدگی کا اعلان فرما دیا۔

چوتھی بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ ایک سچے مسلمان اور جماعت حقہ کا یہ وصف ہوتا ہے کہ نماز کا پابند رہے اور اس کی نماز منہج نبوی پر قائم رہے۔

پانچویں بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ جو شخص یقیناً سچا متبع اور مسلمان ہوگا اس کی قربانی خالصتاً لوجہ اللہ ہی ہوا کرتی ہے، اور یہی کچھ اوصاف صحیح بخاری کتاب الصلوۃ میں حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے اندر بیان ہوئے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: من صلی صلاتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذلک المسلم الذی له ذمة الله وذمة رسوله فلا تخفروا فی ذمة الله: جوانسان ہماری نماز کی طرح نماز پڑھے، (نماز میں) ہمارے قبلہ (کعبۃ اللہ) کی طرف رخ کرے، اور ہمارے ذبح کیے ہوئے جانور کو کھائے تو وہ ''مسلم'' ہے۔ جواللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد وامان میں ہے تو تم اللہ کے عہد وامان میں خیانت نہ کرو۔

معلوم ہوا کہ صاحب الجماعہ یا متبعین کتاب وسنت کے اوصاف میں منہج نبویؐ وصحابہ کرامؓ کے مطابق نماز پڑھنا، بیت اللہ کو اپنا قبلہ تصور کرنا اور عبادتوں میں اپنا رخ اسی کی طرف کرنا، اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کیے گئے جانوروں کو کھانا اور انہیں حلال تصور کرنا داخل ہیں۔ اگر ان چیزوں سے کسی طور پر قولا یا عملا انکار کیا جائے تو اولا سچے مخلص مسلمان ہونے سے گیا، دوسرا ذمہ الٰہی سے باہر ہوگیا۔ گویا وہ تمام قربانیاں اور ذبیحے جو اسلامی طریقوں سے ہٹ کر ہوں اور ان پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا گیا ہو گرچہ وہ حلال جانور ہی کیوں نہ ہوں، اور نام نہاد ٹائٹل والا مسلمان ہی کیوں نہ کرے، تو وہ نہ سچا مسلمان ہے اور نہ وہ اسلامی قربانی اور ذبیحہ ہے، اسی لیے صاحب حق کو ان باتوں کا خاص طور پر دھیان رکھنا لازم ہے۔

چھٹی بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ زندگی رب کے لیے جس نے بھی خاص رکھا ہو وہی سچا مسلمان ہے۔ یہ بڑی اہم بات ہے کہ دنیا میں لوگوں کے جینے کے مختلف طریقے اور ان کے مختلف النوع مقاصد ہیں، لیکن صحیح متبع قرآن وحدیث وہی ہے جو زندگی کے تمام تر مساعی کو رضائے رب کے لیے مختص کر لے۔ وہ جو بھی کام کرے اس میں احکام الٰہی اور شرائع نبوی اس کے سامنے ہو، الجماعہ کا یہ خاص وصف ہے کہ اس کی زندگی کا ہر کام رضائے رب پر مبنی ہوتا ہے۔ موت کا معاملہ بھی یہی ہے۔ مسلمان وہی ہے جو موت کو فیصلہ الٰہی تصور کرے اور یہ جان لے کہ موت انسانی زندگی کے خاتمہ کا نام ہے۔ سچا متبع کتاب وسنت وہی ہے جو موت کو برحق تسلیم کرے اور اس کے لیے سارے جتن کرے کہ اس کی تیاری قرآن وحدیث کی روشنی میں مکمل کرے۔

جماعت حقہ کا یہ ایک بڑا وصف ہے کہ وہ شرک اصغر اور شرک اکبر، شرک جلی اور شرک خفی سے اپنی مکمل بیزاری کا اعلان کردے۔ صدق دلی سے وہ عمل کرے جس سے رب بھی راضی رہے اور خوف وغم سے بالکل ہی بے پرواہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: إِنَّ الَّذِينَ آمَنُواْ وَالَّذِينَ هَادُواْ وَالنَّصَارَى وَالصَّابِئِينَ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحاً فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ وَلاَ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُونَ (البقرہ:۶۲) یقیناً جو لوگ ایمان لائے، اور جو لوگ یہودی کہلائے، نصاریٰ اور بے مذہب وبددین کہلائے۔ جو بھی اللہ پر، یوم آخرت پر، ایمان لائے اور نیک عمل کرے۔ چنانچہ ان کے لئے ان کے رب کے پاس ان کا اجر ہے۔ ان پر نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

اس آیت کریمہ میں اجر وثواب کے مستحق وہی باکمال لوگ ہوں گے جن میں بنیادی طور پر تین اوصاف ہوں۔ پہلا وصف اللہ پر ایمان لانا، دوسرا وصف آخرت کے دن پر یقین کرنا اور تیسرا وصف عمل صالح کا اللہ کے یہاں قبول ہونا، اور یہی وہ اوصاف ہیں جو ہر زمانے میں جماعت جو حق پر رہے گی، کے ہوں گے۔ اور ان اوصاف کا پایا جانا عین کامیابی کی ضمانت ہے۔

حدیث جبریئل میں ایمان، اسلام اور احسان کی جو تفصیلات بیان کی گئی ہیں ان میں جبرئیل علیہ السلام کے دین سکھانے کی بات بھی مذکور ہے۔ گویا جو باتیں ان میں موجود ہیں وہ دین کا اساس وبنیاد ہیں۔ اور جو مسلمان بھی ان پر عمل کرے اور ان باتوں کو اپنی زندگی میں لازم کرے وہی حقیقی مسلمان ہے، اور وہ الجماعۃ میں داخل ہے۔ وہ حق پر قائم ہے۔

یہ معلوم ہونا چاہیے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر صدق دل سے ایمان لے آئے اور اس کے جملہ عقائد واعمال کتاب وسنت کے عین مطابق ہوں تو وہی حقیقی متبع کتاب وسنت اور سچا مسلمان ہوگا، ورنہ بصورت دیگر اپنے آپ کو دھوکہ دینے والا مردم شماری والا مسلمان کہلائے گا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے ایک بڑی اہم بات بیان کی ہے بینما نحن عند رسول الله اذ جاء ه رجل فقال: یا رسول الله! ماالاسلام؟ قال: ان تسلم وجهک لله وتقيم الصلوة وتوتی الزکوة وتصوم رمضان وتحج البيت قال: فاخبرنی بعری الاسلام. فاذا فعلت ذلک فأنا مسلم؟ قال: نعم. قال: صدقت ...الحدیث (کتاب افعال العباد: ص ۲۶) ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھے کہ اس دوران ایک شخص ان کے پاس آیا، چنانچہ اس نے کہا: اے رسول اللہ! اسلام کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو اپنے آپ کو اللہ کا مطیع وفرمانبردار بنالے اور نماز قائم کرے اور زکوۃ دے۔ رمضان کے روزے رکھے۔ بیت اللہ کا حج کرے۔ اس نے کہا: آپ مجھے اسلام کی بنیادی باتوں کی خبر دیں کہ اگر میں ان پر عمل کرنے لگوں تو کیا میں مسلم ہوں گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! اس نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا اور پوری حدیث بیان کی۔

اس حدیث میں مسلم اور مومن کا جو لفظ ذکر ہے اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ اوصاف وخصائل ایک حقیقی مسلمان کے ہیں اور وہی سچا مومن ہے۔

ان تمام باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ الجماعۃ کے اوصاف بھی وہی ہیں جو حدیثوں میں بیان کیے گئے ہیں اور جو ان جملہ اوصاف وخصائل حمیدہ سے متصف ہو اور اچھے اعمال کرے وہی حق پر قائم رہے گا اور وہی جماعت ہے۔ (تیسری وآخری قسط)

پندرہ روزہ جریدہ ترجمان دہلی

مولانا محفوظ الرحمٰن فیضی، مئو

وراثتِ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اور بعض متعلقہ مباحث

انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے خصائص میں سے ایک خصوصیت، جیسا کہ خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے، یہ ہے کہ: ''انا معاشر الانبیاء لا نورث ماتر کنا صدقة ''یعنی ہم جماعت انبیاء (کے ورثاء میں سے کوئی ہمارے ترکہ اموال وجائداد) کا وارث نہیں ہوتا، ہم جو ترکہ چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے۔(۱) (یعنی اسے خاص ہمارے ورثاء میں بطور میراث تقسیم نہیں کیا جائے گا، بلکہ اسے عامۃ المسلمین کے مصالح ومصارف میں صرف کیا جائے گا۔ جن میں ہمارے اہل وعیال اور ورثاء واقرباء بھی شامل ہوں گے۔) یعنی وہ وقف للہ ہوگا۔

اس مضمون کی حدیث متعدد صحابہ کرام حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی، حضرت عباس، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت زبیر بن العوام، حضرت سعد بن وقاص اور حضرت ابوہریرہ نیز ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے مروی ہے۔

☆ چنانچہ صحیح بخاری وصحیح مسلم وغیرہ میں مروی ہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: لا نورث، ما تركنا صدقة، انما ياكل آل محمد من هذا المال. یعنی میں نے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے۔ ہمارا (یعنی ہم انبیاءؑ کا) کوئی وارث نہیں ہوتا۔ ہم نے جو ترکہ چھوڑا، وہ صدقہ ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل وعیال بھی اس سے (پائیں گے) کھائیں گے۔(۲)

☆ اور حضرت عمر فاروق کے عہد خلافت میں جب حضرت علی، حضرت عباس، حضرت عثمان، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت زبیر بن العوام اور حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہم بطور وفد حضرت عمرؓ کے پاس گئے تو حضرت عمرؓ نے ان سب کو مخاطب کر کے فرمایا:

انشدكم بالله الذى باذنه تقوم السماء والارض، هل تعلمون أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا نورث ما تركنا صدقة... قال الرهط: قد قال ذلک، فأقبل عمر علىٰ على وعباس فقال انشد كما بالله هل تعلمان ان رسول الله قد قال ذلک. قالا: قد قال ذلک. الحديث.

یعنی میں تم سب سے اس اللہ کی قسم دے کر سوال کرتا ہوں جس کے حکم سے آسمان وزمین قائم ہیں، کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لا نورث ما تركنا صدقة (ہمارا کوئی وارث نہیں ہوگا، ہمارا ترکہ ہمارے ورثہ میں تقسیم نہیں ہوگا) ہم نے جو کچھ ترکہ چھوڑا وہ صدقہ ہے) تو سب نے کہا بلاشبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے۔ پھر حضرت عمر، حضرت علی وحضرت عباس رضی اللہ عنہم کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تم دونوں سے اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے۔ دونوں نے کہا ہاں فرمائی ہے۔(۳)

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

ان ازواج النبى صلى الله عليه وسلم حين توفى رسول الله صلى الله عليه وسلم أردن ان يبعثن عثمان الى ابى بكر يسألنه ميراثهن، فقالت عائشة: أليس قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا نورث ، ماتركنا صدقة:

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ازواج مطہراتؓ نے ارادہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ سے اپنی میراث کے بارے میں گفتگو کرنے کے لئے حضرت عثمانؓ کو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس بھیجیں۔ تو حضرت عائشہ صدیقہ نے ان سے کہا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ لا نورث ، ما تركنا صدقة یعنی ہمارے ترکہ کا ہمارے ورثاء میں بطور میراث کوئی وارث نہیں ہوگا(۴) (یہ سننے کے بعد ازواج مطہرات نے اپنا ارادہ ترک کر دیا)

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا تقتسم ورثتى دينارا، ما تركت بعد نفقة نسائى ومؤنة عاملى فهو صدقة.

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے ورثاء دینار تقسیم نہیں کر سکتے، جو کچھ میں نے ترکہ چھوڑا ہے وہ میری ازواج اور خلیفہ کے مصارف کے بعد صدقہ ہے۔(۵)

☆ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان العلماء ورثة الأنبياء، وان الأنبياء لم يورثوا دينارا ولا درهما وانما ورثوا العلم، فمن اخذه أخذ بحظ وافر.

بے شک علماء انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے ورثاء ہیں، اور بے شبہ انبیاء نے

درہم و دینار کا وارث نہیں بنایا ہے، بلکہ صرف علم کا وارث بنایا ہے، سوجس نے علم لیا اس نے نبی کی وراثت سے وافر حصہ لیا۔(۶)

☆ شیعہ کی بنیادی کتاب ''اصول کافی'' (۱/۳۴طبع تہران) میں ہے:ان **الانبیاء لم یورثوا درھما ولا دینارا، وانما ورثوا أحادیث من احادیثھم.** یعنی بے شک انبیاعلیہم الصلوۃ والسلام نے درہم و دینار کا وارث نہیں بنایا،انھوں نے اپنی احادیث (اور دین کی باتوں کا) وارث بنایا ہے۔(۷)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی وراثت دین وشریعت اوراس کا علم ہے، جوعام ہے،اور جس کی وارث ان کی پوری امت ہے نہ کہ صرف ان کے خاص صلبی ورثاء آل اولاد،ابنیاء کی وراثت معنوی وعلمی دولت ہے،جس خوش نصیب کو یہ حاصل ہوگئی تو اس کو بہت کچھ حاصل ہوگیا،دوجہاں کی نعمت حاصل ہوگئی۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ انبیاء کی مادی دولت اموال وجائداد اگر ہو تب بھی وہ ان کی ایسی وراثت نہیں جو ان کے خاص ورثاء آل اولاد میں تقسیم ہو، بلکہ اس کا بھی معاملہ یہی ہے کہ وہ ان کی آل اولاد کے ساتھ امت کے دیگر ضرورت مندوں فقراء ومساکین، یتامی ومسافرین، مصالح جہاد ومجاہدین اور ملت کے دیگر مصالح وضروریات میں بھی صرف کی جائے گی۔وراثت کے دستورعام اور قانون کلی جس کا ذکر قرآن کریم کی ان آیات **یوصیکم الله فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین الخ** میں کیا گیا ہے،انبیاء کرامؑ کا معاملہ اوران کے ترکہ کا حکم اس قانون کلی سے مستثنٰی اورخاص ہے، ان کے لئے یہ خصوصی دفعہ ہے کہ **لا نورث، ما ترکنا صدقة.**

یہ خاص حکم اس لئے ہے اوراس کی حکمت یہ ہے کہ اگران کے پاس دولت اموال وجائداد ہو تب بھی ان پر یہ الزام نہ آسکے کہ انھوں نے اپنے لئے، اپنی آل اولاد کے لئے یہ سب جمع کیا ہے،اور لوگوں کو زیادہ سے زیادہ صدقہ وخیرات کرنے اور انفاق کی جو ترغیب دیتے تھے تو اس میں ان کا اپنا اور آل اولاد کا بھی درحقیقت کچھ نہ کچھ مفاد تھا۔

☆ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بنی نضیر اور فدک وغیرہ کی اراضی وباغات کے بارے میں جو جنگ کے بغیر صلح ومعاہدہ کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوئے تھے اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تحویل خاص میں تھے۔ جو آپ کی ملک قرار دیئے گئے تھے اور جس کا حکم اور اس کے مصارف کو قرآن میں وضاحت وصراحت کے ساتھ بیان کردیا گیا ہے(جیسا کہ آگے بیان کیا جائے گا) جب حضرت فاطمہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما نے خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق اور پھر خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے ان اراضی وباغات میں وراثت جاری کرنے اور بطور وراثت تقسیم کرکے اپنے اپنے حصہ کا مطالبہ کیا، تو ان دونوں خلفاء راشدین نے اسی مذکورہ بالا قانون خاص کو پیش کرتے ہوئے اس میں وراثت جاری کرنے اور بطور وراثت اسے تقسیم کرنے سے قطعی معذرت کردی اور مطالبہ کرنے والوں کو بھی اس قانون خاص کی یاد دلائی، جو مطالبہ کرنے کے وقت شاید ان لوگوں کے ذہن سے اوجھل ہوگئی تھی۔

بہرحال خلفائے راشدین ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے ہدایت وارشاد نبوی کے عین مطابق رویہ اختیار کیا، اور بالکل اسلامی شریعت کے مطابق اور قطعی حق فیصلہ فرمایا، نہ کسی آیت قرآنی کی خلاف ورزی کی نہ کسی سنت نبوی کی، انھوں نے نہ فاطمہ وعباس رضی اللہ عنہما کی کوئی حق تلفی کی نہ ان کا کوئی شرعی حق دینے سے انکار کیا، نہ کوئی ظلم وزیادتی کی۔ درحقیقت ظلم وزیادتی وہ لوگ کررہے ہیں جو اس معاملہ میں شیخین کو مطعون اوران پر سب وشتم کرتے ہیں۔اور شیخین کو غاصب وظالم کہتے ہیں۔**سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون**

☆ مسطورہ بالا روایات اوران میں مذکور تفصیل سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حدیث نبوی **لا نورث ما ترکنا صدقة** تنہا حضرت ابوبکر صدیقؓ ہی سے مروی نہیں ہے کہ کوئی یہ شبہ کرے کہ انھوں نے فاطمہ وعلی رضی اللہ عنہما وغیرہ کو وراثت نبوی سے محروم کرنے کے لئے بروقت یہ حدیث گڑھ کے بیان کردی (صد ہزار بار نعوذ باللہ) بلکہ ان کے علاوہ متعدد کبار صحابہ حتی کہ علی وعباس رضی اللہ عنہمانے بھی اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا۔جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے یاد دلانے پر انھوں نے بھی اس کی تصدیق، اور آخرش ان سب نے بھی شیخین کے فیصلہ کی توثیق فرمائی۔اور سب نے اسے برحق تسلیم کیا، بلکہ تمام صحابہ میں کسی ایک صحابی سے بھی اس فیصلہ کی مخالفت یا اس پر کوئی حرف گیری منقول نہیں ہے، گویا اس پر تمام صحابہ کا اتفاق اوراجماع ہے۔**ولا تجتمع امتی علی ضلالة.**

☆ اولین خلفائے ثلاثہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تقریباً چار سال نو ماہ خلیفہ رہے، اپنے عہد خلافت میں انھوں نے بھی فدک وبنی نضیر کی اراضی وباغات کے بارے میں شیخین کے فیصلہ کو ہی برقرار رکھا،اسی پر عمل پیرا رہے۔سابق فیصلہ میں ان کے کسی قسم کی تبدیلی وتعدیل کا کوئی ثبوت نہیں۔انھوں نے بھی ایسا نہیں کیا کہ فدک وبنی نضیر وغیرہ کی اراضی وباغات کو حضرت فاطمہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کی نسل میں اس وقت موجود وارثوں میں حسب میراث تقسیم کردی ہو اور اس میں وراثت جاری کی ہو، یہ اس بات کا واضح اور قطعی ثبوت ہے کہ اس بارے میں شیخین کا فیصلہ برحق تھا اور یہ حضرت علیؓ کو بھی تسلیم تھا، بصورت دیگر ظلم وزیادتی کا جو الزام حضرات شیخینؓ پر آئے گا وہی الزام حضرت علیؓ پر بھی عائد ہوگا، الزام ہم ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا۔حقیقت یہ ہے کہ ہمارے یہ تمام بزرگ حق اور عدل وانصاف پر قائم تھے۔

☆امام ابن کثیر نے اپنی کتاب ''البدایۃ والنہایۃ'' (۲۶۰/۵) میں اپنی سند کے ساتھ یہ روایت نقل کی ہے کہ:**قال زید بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب وما لو کنت مکان أبی بکر لحکمت بما حکم به ابوبکر**

فــی فــدک. یعنی امام زید بن علی بن الحسین بن علی بن ابوطالب نے فرمایا کہ اگر حضرت ابوبکرؓ کی جگہ میں خلیفہ ہوتا تو فدک (وغیرہ) کے بارے میں میں بھی وہی فیصلہ کرتا جو حضرت ابوبکرؓ نے کیا۔

یہ زید بن علی ائمہ اہل بیت میں جید عالم اور فقیہ تھے، زیدی شیعہ انہی کو اپنا امام مانتے ہیں، اور انہی کی نسبت سے زیدی کہلاتے ہیں، ملک یمن میں ان ہی کی اکثریت ہے۔

☆ جس طرح اہل سنت وجماعت کے یہاں قرآن کریم کے بعد چھ کتابیں (بخاری، مسلم، نسائی، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ) صحاح ستہ یا اصول ستہ کہلاتی ہیں، اور بیشتر دینی مسائل کا مدار ان پر ہے، اسی طرح شیعوں کے نزدیک مندرجہ ذیل چار کتابیں ہیں جن کو وہ اصول اربعہ کہتے ہیں۔

(۱) الجامع الکافی، مولفہ ابوجعفر محمد بن یعقوب کلینی (متوفی ۳۲۸ھ)

(۲) من لا یحضرہ الفقیہ، مولفہ الشیخ الصدوق محمد بن علی القمی (متوفی ۳۸۱ھ)

(۳) الاستبصار، مولفہ شیخ الطائفہ ابوجعفر بن الحسن الطوسی (متوفی ۴۶۰ھ)

(۴) تہذیب الاحکام، مولفہ شیخ الطائفہ الطوسی۔

اور شیعہ کی ان چاروں کتابوں میں یہ تصریح ہے کہ عورتوں کو وراثت میں زمین وجائداد سے کچھ نہیں ملتا، ان کا کوئی حصہ نہیں بنتا۔

فروع کافی میں مستقل باب ہے کہ باب ان النساء لا یرثن من العقار شیئا اور پھر اپنی سند سے امام ابوجعفر محمد باقرؒ کی طرف منسوب کرکے یہ روایت نقل کی ہے کہ انھوں نے فرمایا: النساء لا یرثن من الأرض ولا من العقار شیئا (فروع کافی ۷/۱۲۷ طبع وایران) یعنی امام ابوجعفر محمد باقر نے فرمایا: عورتیں زمین جائداد کی وراثت سے کچھ نہیں پائیں گی۔

کتاب من لا یحضرہ الفقیہ میں ہے: فأما الارض ولعقارات فلا میراث لھن فیہ (۴/۳۴۷، طبع تہران) یعنی زمین وجائداد میں عورتوں کے لئے میراث نہیں ہے۔

کتاب الاستبصار میں امام ابوجعفر محمد باقر رحمہما اللہ کی طرف یہ روایت منسوب ومنقول ہے کہ انھوں نے فرمایا: النساء لا یرثن من الأرض ولا من العقار شیئا یعنی عورتیں زمین وجائداد میں میراث نہیں پائیں گی۔ اور کتاب ''تہذیب الکلام'' میں بھی بعینہ یہی الفاظ ہیں (۹/۲۹۸، طبع تہران) (۷)

یہ ہے شیعہ مذہب اور شیعی قانون میراث کہ زمین وجائداد کے ترکہ میں عورتیں میراث اور ازروئے وراثت کوئی حصہ نہیں پائیں گی، تو پھر فدک وبنی نضیر وغیرہ کی زمینوں اور باغات میں حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے حضرت فاطمہؓ کو ازروئے میراث کوئی حصہ نہیں دیا تو یہ تو شیعہ مذہب اور شیعی قانون میراث کے عین مطابق ہے، شیعہ مذہب کی رو سے یہ نہ ظلم وزیادتی ہے نہ قطعاً کوئی قابل اعتراض ہے۔

بہرحال فدک بنی نضیر وغیرہ کی ازروئے صلح ومعاہدہ حاصل شدہ ہزخمس خیبر کی زمینوں اور باغات کے بارے میں خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق وخلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا رویہ اور فیصلہ قطعی شریعت اسلامیہ کے عین مطابق اور حق بجانب تھا، اس میں ظلم وزیادتی اور کسی کی حق تلفی کا کوئی شائبہ تک نہیں ہے، شیعہ حضرات کا اس بارے میں حضرات شیخین رضی اللہ عنہما پر حق تلفی اور ظلم وزیادتی کرنے کا الزام قطعی ناحق ہے اور جیسا کہ کہا گیا بجائے خود ظلم عظیم ہے، وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

☆ بنی نضیر اور فدک وغیرہ کی زمینیں اور باغات چونکہ کسی خاص جنگی کارروائی کے بغیر دشمنوں سے صلح اور معاہدے کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو حاصل ہوئی تھیں۔ اس لئے وہ مال غنیمت کے بجائے فئی قرار دی گئیں اور انھیں مجاہدین میں تقسیم کرنے کے بجائے بحالہ برقرار رکھتے ہوئے خاص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تحویل یا ملک قرار دیا گیا، اور اس کا حکم اور اس کے مصارف کو کہ کون کون لوگ اس کے مستحق ہوں گے۔ تفصیل سے (سورہ حشر کی آیات ۶ تا ۱۰ میں) بیان کیا گیا، ان آیات کو غور سے پڑھئے تو معلوم ہوجائے گا کہ ان زمینوں اور باغات کے بارے میں حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کا رویہ اور فیصلہ قطعی برحق اور فیصلہ الٰہی کے عین مطابق تھا، ہم آیات کے ترجمہ پر اکتفا کرتے ہیں واضح رہے کہ یہ آیات یہود بنی النضیر کے خلاف کارروائی اور ان کے اجلاء، مدینہ بدری کے پس منظر میں نازل ہوئی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''اور جو مال اللہ نے ان (دشمنوں بنی نضیر وغیرہ) کے قبضے سے نکال کر اپنے رسول کی طرف پلٹا دیئے، وہ ایسے مال نہیں جن پر تم نے اپنے گھوڑے اور اونٹ دوڑائے ہوں، (یعنی اس کے لئے باقاعدہ جنگی کارروائی کی ہو) بلکہ اللہ اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے تسلط عطا فرمادیتا ہے، اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے، اللہ جو کچھ بھی ان بستیوں کے لوگوں سے اپنے رسول کی طرف پلٹا دے، وہ مال اللہ اور رسول (رسول کے) قرابت داروں کے لئے اور یتامی اور مساکین اور مسافروں کے لئے ہے، تاکہ وہ تمہارے مالداروں کے درمیان ہی گردش نہ کرتا رہے۔ جو کچھ رسول تمہیں حکم دیں اسے لے لو، اور جس سے وہ تمہیں روک دیں اس سے رک جاؤ، اللہ سے ڈرو، اللہ سخت سزادینے والا ہے۔

(نیز وہ مال) ان غریب مہاجرین کے لئے ہے، جو اپنے گھروں اور جائدادوں سے نکال باہر کئے گئے ہیں، یہ لوگ اللہ کا فضل اور اس کی خوشنودی چاہتے ہیں، اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں، یہی راست باز لوگ ہیں۔

(نیز وہ مال ان انصار کے لئے بھی ہے) جو ان مہاجرین کی ہجرت مدینہ سے پہلے ہی ایمان لاکر دارالہجرۃ میں مقیم تھے، یہ ان لوگوں سے محبت کرتے ہیں جو ہجرت کرکے ان کے پاس آئے ہیں، اور جو کچھ انھیں دے دیا جائے اس کی کوئی حاجت

تک یہ اپنے دلوں میں محسوس نہیں کرتے، اور اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں خواہ اپنی جگہ خود محتاج ہوں، حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے دل کی تنگی سے بچالئے گئے، وہی لوگ فلاح یافتہ ہیں۔

(نیز وہ مال ان لوگوں کے لئے بھی ہے) جو ان اگلوں کے بعد آئے ہیں، جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں اور ہمارے ان سب بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں۔ اور ہمارے دلوں میں اہل ایمان کے لئے کوئی بغض نہ رکھ، اے ہمارے رب! تو بڑا مہربان اور رحیم ہے۔"

جیسا کہ بیان کیا گیا یہ آیات بنونضیر کے خلاف کارروائی، ان کی شہر بدری اور ان کی زمینوں اور باغات کے مسلمانوں کے قبضہ میں آنے کے پس منظر میں نازل ہوئی تھیں لیکن ان آیات میں بنونضیر جیسی تمام مفتوحہ زمینوں کا حکم بیان کر دیا گیا ہے، اس حکم عام میں فدک وغیرہ سب علاقے شامل ہیں۔

☆ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب اور آپ کی ذمہ داری قرآن کریم کی تلاوت بھی تھی اور اس کی تبیین وتوضیح بھی **وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ** (نحل:۴۴) آپ صحابہ کرامؓ کو قرآن کریم کے صرف الفاظ اور اس کے پڑھنے کی ہم تعلیم نہیں دیتے تھے بلکہ اس کے معانی ومطالب بھی بیان کرتے تھے اور اس کی بھی تعلیم دیتے تھے، چنانچہ آیت کریم: **یوصیکم اللہ فی اولادکم** ...الخ کے بارے میں آپ ہی نے یہ بیان فرمایا کہ نبی اس کا مصداق نہیں ہے، اس کا حکم نبی کو عام اور شامل نہیں ہے بلکہ **لا نورث، ما ترکنا صدقة** صحابہ کرامؓ نے جس طرح آیت کریمہ **یوصیکم اللہ في اولادکم**... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنی تھی اور وہ صحابہ کے لئے قطعی الثبوت تھی۔ اسی طرح صحابہ کرامؓ نے حدیث **لا نورث، ما ترکنا صدقة** اور حکم بھی آنحضرت کی زبان مبارک سے براہ راست سنا تھا، یہ بھی صحابہ کے لئے قطعی الثبوت تھا، قطعی الثبوت کا بیان بھی قطعی الثبوت ہے، یہاں ایسا نہیں ہے کہ قرآن کے قطعی الثبوت حکم کی سنت کے ظنی الثبوت دلیل سے تخصیص کی گئی ہو، اس لئے اس مختلف فیہ بحث سے تعرض کی یہاں کوئی ضرورت نہیں ہے۔

☆ حضرت عباس اور حضرت فاطمہ وعلی رضی اللہ عنہم کا ابتداءً فدک وغیرہ کی اراضی وباغات کے بارے میں وراثت جاری کرنے اور حصۂ میراث کا مطالبہ، تو احتمال ہے کہ حدیث **لا نورث، ما ترکنا صدقة** ان کے علم میں نہ رہی ہو، یا بوقت مطالبہ اس سے ذہول ہو گیا ہو، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انھوں نے حدیث "**ان الانبیاء لم یورثوا دینارا ولا درهما**" اس حکم کو نقد میں درہم ودینار کے ساتھ مخصوص سمجھا ہو۔ اس حکم کو زمین وجائداد سے یا ان کے منافع سے متعلق نہ سمجھا ہو، گویا یہ ان کی ایک اجتہادی خطا تھی، چنانچہ انھوں نے اس حکم کے عموم اور مسئلہ کی وضاحت کے بعد اپنے سابق موقف سے رجوع کر لیا اور شیخین کے فیصلہ کو برضا وخوشی تسلیم کر لیا اور اسی پر عمل پیرا رہے، **کما مر**۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

☆ ان زیر بحث اراضی وباغات کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تقسیم کئے بغیر حضرت علی وعباس رضی اللہ عنہما کی انتظامی تحویل ونگرانی میں دے دیا تھا کہ وہ خلفائے راشدین کے عمل کے مطابق اس میں تصرف کریں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوتا رہا۔ پھر عثمان غنیؓ کے عہد خلافت میں یہ تنہا حضرت علیؓ کے زیر تحویل وانتظام رہا، بعد ازاں آل علی کی تحویل وانتظام میں رہا، عہد بنی امیہ تک یہی صورت حال رہی، عہد عباسیہ میں یہ بنو عباس کی تحویل میں رہا، بعد کا حال معلوم نہیں۔ (فتح الباری:۶/ ۲۰۸)

☆ زیر بحث مسئلہ سے متعلق صحیح بخاری وصحیح مسلم وغیرہ میں مروی متعدد روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا سے ناراض ہو گئی تھیں، اور تازیست ان سے گفتگو تک نہیں کی۔

چنانچہ صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے: **فغضبت فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم فهجرت أبا بكر، فلم تزل مهاجرة حتى توفيت، وعاشت بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم ستة أشهر... الحديث** (۱/ ۴۳۵ و ۲/ ۶۰۹)

اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے: **فوجدت فاطمة على أبا بكر في ذلک، فهجرته، فلم تكلمه حتى توفيت وعاشت بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم ستة أشهر** (۲/ ۹۱)

یعنی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اس معاملہ میں حضرت ابوبکرؓ سے ناراض ہو گئیں۔ اور تازیست ان سے کلام نہیں کیا، اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد چھ ماہ زندہ رہیں، (آپ کی وفات کے چھ ماہ بعد فوت ہوئیں)

جیسا کہ ثابت ہے اور اوپر بیان کیا گیا کہ اس مسئلہ میں غلط فہمی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تھی۔ لہٰذا اس پر ان کی ناراضگی ان کا قصور ہے، اس سے سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر کوئی الزام اور کوئی اعتراض عائد نہیں ہوتا، حضرت ابوبکر صدیق نے پیغمبر معصوم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح اور صریح حدیث پیش کی تھی، جس کو حضرت عباس وحضرت علی وغیرہ متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تسلیم کرتے تھے، تو اس معاملہ میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جو معصوم نہ تھیں انسانی اور نسوانی جذبات سے متاثر ہو کر ناراض ہوئیں تو اس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا کیا قصور ہے، ایک طرف رسول معصومؐ کا صریح ارشاد ہے، اور دوسری طرف غیر معصوم کی رائے اور ذاتی اعتبار ہے ظاہر ہے حضرت ابوبکرؓ اللہ کے رسولؐ کے فرمان اور حکم کے پابند اور مکلّف تھے، غیر معصوم کی رائے کی پابندی ان پر لازم نہ تھی۔

اور ایک روایت میں جو یہ الفاظ ہیں کہ **فهجرته فلم تكلمه حتى توفيت** تو اس کا مطلب بالکلیہ ترک تعلق اور نفرت نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب جیسا کہ حافظ ابن حجر نے مشہور محدث ومورخ امام عمر بن شیبہ بن عبیدہ (متوفی ۲۶۲ھ) کے حوالہ سے حضرت معمر سے نقل کیا ہے یہ ہے کہ **فلم تكلمه في ذلک المال** بلکہ امام

ترمذی نے اپنے بعض مشائخ سے بھی حضرت فاطمہؓ کے اس قول کا یہی معنی بیان کیا ہے یعنی فی ہذالمیر اث یعنی حضرت فاطمہ نے پھراس مال اوراس کی میراث کے بارے میں حضرت ابوبکرؓ سے گفتگونہیں کی۔(فتح الباری:٦/٢٠٢)

بلکہ بیہقی کی ایک روایت ہے جسے حافظ ابن حجر نے نقل کیا ہے حضرت فاطمہ کی یہ ناراضگی یا یہ انقباض بس ابتدائی مرحلہ میں رہا، یا کم ازکم تازیست مستمرنہیں رہا، چنانچہ اس روایت میں جوامام شعبیؒ تابعی سے مروی ہے، اورامام ابن کثیرؒ کی تاریخ ''البدایہ والنہایہ'' میں مفصلا مروی ہے۔امام شعبیؒ بیان فرماتے ہیں:

جب حضرت فاطمہ بیمار ہوئیں تو حضرت ابوبکران کی عیادت کے لئے گئے،اوران سے اجازت طلب کی،حضرت علی نے فرمایااے فاطمہ!یہ ابوبکراندرآنے کی اجازت چاہتے ہیں۔حضرت فاطمہ نے کہا کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ انہیں اجازت دے دوں؟،فرمایا ہاں،تو حضرت فاطمہ نے اجازت دے دی،حضرت ابوبکران کے پاس گئے،اوران کوراضی کرنے لگے،فرمایا: واللہ میں نے گھر مال اور خاندان صرف اللہ تعالیٰ کی رضا،اوراس کے رسول کی رضا اورآپ لوگوں کی رضا کی خاطر چھوڑا ہے،غرض ان کوراضی کرلیا،اوروہ راضی ہوگئیں۔رضی اللہ عنہم (فتح الباری:٦/٢٠٢،البدایہ والنہایہ٥/٢٩٠)

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: یہ روایت گرچہ مرسل ہے،لیکن اس کی سند شعبی تک صحیح ہے،اوراس سے حضرت فاطمہؓ کے حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ سے آخرتک ترک تعلق وکلام کا اشکال رفع ہوگیا۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ شرح صحیح مسلم میں تحریرفرماتے ہیں:''رہاراوی کا یہ قول کہ حضرت فاطمہؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کلام نہیں کیا،تواس کا مطلب یہ ہے کہ طلب وراثت کے سلسلہ میں کلام نہیں کیا، یا یہ کہ طبیعت کے انقباض کی وجہ سے ان سے پھرکسی حاجت کی فرمائش نہیں کی،اورنہ ان سے ملاقات کی مجبوری پیش آئی کہ وہ ان سے کلام کرتیں،اوریہ کہیں بھی منقول نہیں ہے کہ دونوں کی ملاقات ہوئی ہواور حضرت فاطمہؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے سلام وکلام نہ کیا ہو۔''(شرح النووی:٢/٩٠)

امام نووی نے یہ بھی لکھا ہے کہ:''حضرت فاطمہ کو جب حدیث لا نورث، ما ترکنا صدقة پہنچ گئی،اوراس کا مطلب بھی ان پرواضح ہوگیا،توانھوں نے اپنی رائے ترک کردی، پھرخودانھوں نے اورنہ ان کی اولاد میں سے کسی نے طلب وراثت کا مسئلہ نہیں اٹھایا، پھرجب علی رضی اللہ عنہ خلافت پر متمکن ہوئے توانھوں نے اس بارے میں حضرت ابوبکروحضرت عمر کے رویہ اورفیصلہ سے روگردانی نہیں کی۔رضی اللہ عنہم (ایضا)

☆ زیب عنوان مسئلہ سے متعلق کسی سطحی نظررکھنے والے کو یہ اشکال ہوسکتا ہے کہ حدیث وسنت میں تو بیان ہورہا ہے کہ گروہ انبیاء کا معاملہ یہ ہے کہ ان کے ترکہ اموال وجائیداد میں وراثت جاری نہیں ہوتی ان کی آل اولاد میں بھی کوئی ان کا وارث نہیں ہوتا۔ان کا ترکہ صدقہ ہوتا ہے...،لیکن قرآن کریم کی متعدد آیات کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کے بھی وارث ہوتے ہیں،اورخود نبی بھی وارث بھی ہوتا ہے اور موروث بھی، چنانچہ سورہ نمل آیت (١٦) میں ہے۔''وورث سلیمان داؤد''حضرت سلیمان حضرت داؤد کے وارث ہوئے۔اورسورہ مریم آیت (٥و٦) میں ہے کہ اللہ کے نبی حضرت زکریا علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعافرمائی: فَهَبْ لِيْ مِن لَّدُنكَ وَلِيّاً يَرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيّاً تو مجھے اپنے پاس سے وارث عطافرما، جومیرا بھی وارث ہو،اوریعقوب علیہ السلام کے خاندان کا بھی وارث ہو،اے میرے رب تواسے پسندیدہ بنا۔

لیکن ان دونوں آیتوں میں مال واسباب کی مادی وراثت مرادنہیں ہے بلکہ معنوی وراثت مراد ہے، نبوت یا دین وشریعت اوراس کے علم کی وراثت مراد ہے، مادی وراثت مراد ہوتی تو مثلاً پہلی آیت میں یہ وراثت صرف سلیمان علیہ السلام کو نہ ملتی، کیونکہ سلیمان علیہ السلام کے متعدد بھائی تھے،سنی وشیعی تفسیر کی کتابوں میں اس کی صراحت موجود ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے انیس بیٹے تھے، ملاحظہ ہو تفسیر بیضاوی وتفسیر مدارک وغیرہ وشیعی تفسیر عمدۃ البیان۔اس سے بالکل واضح ہے کہ اس مقام پروراثت مادی مرادنہیں ہے بلکہ وراثت معنوی نبوت اورعلم کی وراثت مراد ہے، جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو نبوت عطافرمائی تھی اسی طرح ان کے فرزند سلیمان علیہ السلام کو بھی مرحمت فرمائی اور حدیث وسنت میں اس معنوی وراثت کی نفی نہیں کی گی ہے بلکہ مادی وراثت کی نفی کی گئی ہے، پس قرآن وسنت میں کوئی تعارض نہیں۔

اسی طرح سورہ مریم کی مذکورہ بالا آیت میں بھی دین وشریعت اوراس کے علم کی وراثت یعنی معنوی وراثت مراد ہے، نہ کہ مال ودولت کی مادی وراثت۔ مالی وراثت مراد ہوتی تو یرثنی (وہ میراوارث ہو) تو درست ہوسکتا ہے،لیکن آگے ویرث آل یعقوب بھی ہے،اس کا کیا مطلب ہوگا،حضرت یعقوب علیہ السلام کی نسل بنی اسرائیل مختلف علاقوں میں پھیلی ہوئی تھی توان سب کی وراثت یحییٰ علیہ السلام کو اور صرف یحییٰ علیہ السلام کو کیسے مل سکتی تھی؟ غرض یہ استدلال بھی سطحی اور باطل ہے،اس کے بطلان کے اوربھی متعدد وجوہ ہیں، حاصل یہ کہ قرآن کریم اورحدیث شریف کے درمیان یہاں بھی کوئی تخالف نہیں ہے۔

حوالہ جات: (١) فتح الباری:١٢/ ٨،ازمسند حمیدی وسنن کبری للنسائی (٤٤٤٣)،مسند احمد (٩) (٢) صحیح الباری فتح الباری١٢/ ٥۔حدیث رقم:٦٧٢٦۔صحیح مسلم مع شرحہ للنووی:٢/٩١و٩٢ (٣) صحیح البخاری، فتح الباری ٦/ ١٩٧۔حدیث رقم:٣٠٩٤، ١٢/ ٦۔حدیث رقم:٦٧٢٨،صحیح مسلم:٢/٩٠و٩١ (٤) صحیح البخاری، فتح الباری ١٢/ ٧، حدیث رقم:٦٧٣٠، صحیح مسلم:٢/ ٩١، (٥) صحیح البخاری ،فتح الباری ١٢/ ٦،حدیث رقم:٦٧٢٩،صحیح مسلم:٢/٩٢، (٦) مشکوۃ (٢١٢):احمد،ابوداؤد،ترمذی، ابن ماجہ، دارمی، (٧) ارشادالشیعہ ص١٠١ (٨) ماخوذاز''ارشادالشیعہ''(١١٢۔١١٥) مولفہ مولانا سرفرازخاں صفدر، رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ☆☆

استقامت وثبات قدمی

تلخیص وترجمانی
مولانا محمد محبّ اللہ المحمدی

استقامت وحق کی راہ بڑی کٹھن ہے، اس راہ میں بھانت بھانت کی مشکلات ہیں، متنوع ومتعدد پریشانیاں ہیں، مسائل کے انبار ہیں، راہ حق وطالب استقامت وثبات قدمی کیلئے سب سے بڑی رکاوٹ اور مانع شبہات وشہوات ہیں، صراط مستقیم پر استمرار واستقلال کے ساتھ چلنے والے کوشبہات وشہوات دو چیزیں ہیں جو اس راہ سے بھٹکا دیتی ہیں، اور اور اللہ کے سیدھے راستے سے منحرف کر دیتی ہیں۔ لہٰذا جو شخص بھی استقامت وثبات قدمی سے ہٹتا ہے یا راہ مستقیم سے منحرف ہوتا ہے وہ شبہات یا شہوات کی وجہ سے منحرف ہوتا ہے، شبہات یہ علم وبصیرت میں فساد کا نام ہے اور شہوت عمل میں فساد وبگاڑ کو کہا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے اندر فرمایا وَأَنَّ هَـٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (سورہ انعام 153) ترجمہ۔ اور یہ کہ دین میرا راستہ ہے جو مستقیم ہے سو اس راہ پر چلو دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی۔ اس کا تم کو اللہ تعالیٰ نے تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم پرہیزگاری اختیار کرو۔

مسند احمد: (4142) میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث ہے کہتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے ایک لکیر کھینچی اور فرمایا: ''یہ اللہ کا راستہ'' ہے، پھر اس کے دائیں بائیں کچھ لکیریں کھینچیں، فرمایا: ''یہ متفرق راستے ہیں، اور ہر راستہ پر ایک شیطان بیٹھا ہوا ہے جو اس کی طرف بلا رہا ہے'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ انعام کی مذکورہ بالا آیت کی تلاوت فرمائی۔

شیطان جو بندوں کو صراط مستقیم سے بھٹکاتا ہے، یا تو شبہات کو سجا کر یا شہوات کو مزین کر کے انسان کی عقل پر تالے لگاتا ہے، یا اللہ کے سیدھے راستے سے انحراف کی دعوت شبہات یا شہوات کے ذریعہ دیتا ہے، جب شیطان دیکھتا ہے کہ بندہ مسلم میں نقص وکمی ہے، شریعت پر عمل کرنے میں بندہ کوتاہی وکسلمندی یا غلو ومبالغہ آمیزی سے کام لیتا ہے تو اس پر شہوات کے ذریعہ سے یلغار کرتا ہے، ناجائز خواہشات وتمنائیں گنہگار بندوں کے دل میں ڈالتا ہے اور شہوت انگیزی کو محبوب بناتا ہے، اور جب شیطان دیکھتا ہے کہ بندہ مسلم دین پر عمل کرنے میں حریص ہے اور شعائر اسلام کا پاس ولحاظ کرتا ہے اور محافظت برتتا ہے تو شیطان شبہات کو قلب مؤمن میں داخل کرتا ہے اور شکوک وشبہات کے ذریعہ سے بندہ مسلم کو یرغمال بناتا ہے، جیسا کہ بعض سلف نے کہا کہ۔ اللہ تعالیٰ بندہ کو جو بھی حکم دیتا ہے۔ تو شیطان بندہ کو دو طرح سے بہکاتا ہے یا تو اس کو غلو وحد سے تجاوز کرنے والا بناتا ہے، یا تقصیر، کمی کوتاہی وکسلمندی وغفلت میں مبتلا کر دیتا ہے، شیطان بس کوشش یہ کرتا ہے کہ وہ ان دو حملوں میں سے کسی ایک حملہ میں ضرور کامیاب اور بندہ اس کے بہکاوے میں آجائے۔

اور امام ابن القیم الجوزیہ رحمہ اللہ نے فرمایا'' بہت سارے لوگ ان دو وادی میں آکر کٹ جاتے ہیں یا الگ ہو جاتے ہیں اور شیطان کا حربہ کام آجاتا ہے الا یہ کہ چند تھوڑے لوگ ہی بچ پاتے ہیں۔ یہ دو وادی وادئ تقصیر ووادئ غلو وتجاوز حد ہے، انتہائی کم لوگ ہیں جو اللہ کے اس سیدھے راہ پر گامزن رہتے ہیں جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھی تھے۔

یہاں ایک خوبصورت اور انوکھی مثال ملاحظہ کیجئے جو نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کی حدیث جو ترمذی، مسند وغیرہ میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ نے صراط مستقیم کی مثال بیان فرمائی، کہ راستے کے دونوں طرف دو دیواریں ہیں، ان میں دروازے کھلے ہوئے ہیں اور دروازوں پر پردے لٹک رہے ہیں، راستے کے سرے پر ایک داعی ہے، وہ کہہ رہا ہے، سیدھے چلتے جاؤ، ٹیڑھے مت ہونا، اور اس کے اوپر ایک اور داعی ہے، جب کوئی شخص ان دروازوں میں سے کسی چیز کو کھولنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ کہتا ہے: تم پر افسوس ہے، اسے مت کھولو، کیونکہ اگر تم نے اسے کھول دیا تو تم اس میں داخل ہو جاؤ گے۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: ''راستہ اسلام ہے، کھلے ہوئے دروازے، اللہ کی حرام کردہ اشیاء ہیں، لٹکے ہوئے پردے، اللہ کی حدود ہیں، راستے کے سرے پر داعی: قرآن ہے، اور اس کے اوپر جو داعی ہے، وہ ہر مومن کے دل میں اللہ کا واعظ ہے'' (اخرجہ احمد 17634) والترمذی 2859، والحاکم 1/144، وصححہ الالبانی)

اس حدیث میں محل شاہد یہ ہے کہ راہ استقامت کے دونوں اطراف میں دروازے ہیں جو انسان کو استقامت کی راہ سے نکال کر باہر پھینک دیتے ہیں۔ اور ان دروازوں سے مطلب شبہات وشہوات ہیں انسان راہ استقامت سے شبہات وشہوات کی وجہ سے ہی نکلتا ہے۔

ابن القیم الجوزیہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے پل بنایا ہے جس کے اوپر سے بندہ گذر کر جنت میں جائے گا، اور اس پل کے دونوں کنارے کانٹے بھی نصب کئے گئے ہیں جو انسانوں کو فاسد اعمال کی وجہ سے اچک لیں گے، تو ایسے ہی باطل کے کانٹے ضلالت کے شبہات ہیں اور اسی طرح گمراہی وہلاکت کے کانٹے شہوات ہیں

جو بندہ کو حق کی راہ میں استقامت وثبات قدمی اختیار کرنے سے روک لیں گے، وہی شخص بچ پائے گا جسے اللہ تعالیٰ بچائے اور محفوظ رکھے۔ (بحوالہ الصواعق المرسلہ 1256/4)

بندہ کو دو چیزوں کی اشد ضرورت ہے، یا راہ حق کے متلاشیوں اور صراط مستقیم وہدایت پر جمے رہنے کے خواہشمندوں کیلئے دو چیزیں انتہائی ضروری ہیں۔۔1 صحیح راستہ (صراط مستقیم) کی طرف ہدایت ورہنمائی، (یعنی صحیح راہ کیا ہے، کون سا راستہ جنت کا راستہ ہے اس چیز کی رہنمائی) 2۔ اور صحیح راستہ میں چلنے کی ہدایت۔ (راستہ کا علم تو ہے لیکن راستہ پہ چلنے کا طریقہ کا علم بھی ضروری ہے، یعنی سیدھے راہ پر چلنے کی گائڈنس کی ضرورت) جیسا کہ ابن القیم الجوزیہ رحمہ اللہ نے فرمایا۔ صحیح راہ کی طرف ہدایت ایک الگ چیز ہے اور اُسی صحیح راہ پہ گامزن رہنے کی رہنمائی الگ چیز ہے، کیا آپ نہیں دیکھتے کہ آدمی کو پتہ ہے کہ فلاں شہر جانے کا راستہ یہ ہے لیکن وہ اس راستہ سے متعلق جانکاری نہیں رکھتا لہٰذا وہ صحیح سے اور تیز رفتاری سے چل نہیں پاتا اس لئے کہ وہ راستہ جو اسے منزل مقصود تک پہنچائے اس کے لئے خاص رہنمائی اور گائڈ کی ضرورت ہے جیسے کہ اس راہ میں چلنے کا مناسب وقت کا علم مثلاً کب رش ہوتی ہے کب ازدحام وپریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے وغیرہ، توشہ سفر وزاد راہ کا اپنے ساتھ رکھنا، کس جگہ رکنا، کہاں اترنا کہاں چلتے رہنا کہاں لوٹ مار کی جگہ ہے لہٰذا چوکنا رہنا اور کہاں امن وامان۔۔۔۔ ان چیزوں کی معلومات مسافر کے لئے انتہائی ضروری ہے نہیں تو اسے خطرہ لاحق ہوسکتا ہے، اور یہ انتہائی اہم انفارمیشن اور رہنمائی راہ گیر کیلئے ضروری ہے ورنہ وہ درمیان سفر میں ہی ہلاک ہوجائے گا اور منزل مطلوب تک پہنچنے سے قاصر رہے گا۔ خلاصہ کلام یہ کہ راہ حق وہدایت پر چلنے کیلئے صحیح راہ کی معرفت اور اس صحیح راہ میں چلنے کا طریقہ اور سلیقہ مندی یہ دو چیزیں نہایت ضروری ہیں۔

دسواں قاعدہ۔ کفار کی مشابہت انسان کو استقامت سے پھیر دیتی ہے اور جادۂ مستقیم سے منحرف کردیتی ہے۔

کفار کی مشابہت ومماثلت دو طرح کے فساد کے وجہ سے ہوتی ہے۔ فساد علم وفساد عمل۔ اس بات کی حقیقت جاننا ہو تو غور کریں قرآن کی اس آیت پر۔

(اهدِنَــــا الصِّرَاطَ الْمُستَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنعَمتَ عَلَيهِمْ غَيرِ المَغضُوبِ عَلَيهِمْ وَلاَ الضَّالِّينَ) ترجمہ۔ ہمیں سچی اور سیدھی راہ دکھا، ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا۔ ان کا نہیں جن پر غضب کیا گیا اور نہ گمراہوں کا۔ مَغضُوبِ عَلَيهِمْ 'جن پر اللہ کا غضب نازل ہوا'' سے مراد یہودی اور ضَـالِّينَ 'گمراہوں'' سے مراد نصاریٰ (عیسائی) ہے۔

اس میں غور طلب چیز یہ ہیکہ یہودیوں کا فساد عمل کے جہت سے تھا اور نصاریٰ کا فساد علم کے جہت سے تھا، یہودیوں کے پاس بہت علم تھا لیکن عمل ندارد تھا، اور نصاریٰ بے علم وجاہل تھے لیکن بغیر علم کے عمل کرتے تھے۔ اس باب میں فساد وبگاڑ یہودیوں کی مشابہت کی وجہ سے ہوتا ہے کہ انسان جانتا ہے مگر عمل نہیں کرتا ہے یا نصاریٰ کی مشابہت کے وجہ سے بگاڑ وفساد ہوتا ہے کہ بغیر علم وبصیرت کے عمل کرتا ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ایک کتاب تصنیف کی ہے اس کا نام ہے ''اقتضاء الصراط المستقيم مخالفة اصحاب الجحيم'' اس کتاب میں شیخ رحمہ اللہ نے یہودیوں کی بعض ان چیزوں کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جو افسوس کے ساتھ امت محمدیہ میں بھی در آگئی ہیں تاکہ مسلمان صراط مستقیم سے نہ ہٹے اور یہودیوں ونصاریٰ کی ڈگر پر نہ چلے اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا ذکر بھی کیا ہے

وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّاراً حَسَداً مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ (البقرہ:۱۰۹)

ترجمہ۔ ان اہل کتاب کے اکثر لوگ باوجود حق واضح ہوجانے کے محض حسد وبغض کی بنا پر تمہیں بھی ایمان سے ہٹا دینا چاہتے ہیں،

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس آیت کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ دیکھیے۔ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کی مذمت بیان کی ہے اس لئے کہ انھوں نے حسد کیا ان مومنوں سے جو علم وہدایت پر ہیں، اور بعض علم کی طرف اپنی نسبت کرنے والے لوگوں (جو کہ حقیقت میں عالم ہے نہیں) میں بھی حسد ہے وہ علم کی طرف اپنی نسبت کرنے والے ان لوگوں سے حسد کرتے اور جلتے کڑھتے ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے علم نافع اور عمل صالح عطا کیا ہے اور ھدایت پر چلایا ہے، اور تحقیق کہ حسد انتہائی مذموم ومعیوب خصلت ہے اور حسد مغضوب علیہ قوم کے برے عادات واخلاق میں سے ہے۔ (بحوالہ اقتضاء الصراط المستقیم 1/83)

اسی طرح شیخ رحمہ اللہ نے اس کتاب میں یہود ونصاریٰ کے مختلف اعمال کا ذکر کیا ہے جنکی مشابہت آج کل مسلمانوں نے اختیار کرلیا ہے اور یہود ونصاریٰ کے طرز حیات کو اپنی زندگی میں لاگو کرنے کی کوشش کی ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اپنے سے پہلی امتوں کی ایک ایک بالشت اور ایک ایک گز میں اتباع کروگے۔ یہاں تک کہ اگر وہ کسی گوہ کے سوراخ میں داخل ہوئے ہوں گے تو تم اس میں بھی ان کی اتباع کروگے۔ ہم نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا یہود ونصاریٰ مراد ہیں؟ فرمایا پھر اور کون۔ (صحيح البخاري، كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة باب قول النبي صلى الله عليه وسلم لتتبعن سنن من كان قبلكم ۷۳۲۰)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہود ونصاریٰ نے اپنے دین اور شریعت کے ساتھ جو وطیرہ اور طرز عمل اختیار کیا تھا، ہو بہو یہ امت بھی وہ طرز عمل اختیار کرے گی،

(بقیہ صفحہ ۳۰ پر)

پندرہ روزہ جریدہ ترجمان دہلی

بدشگونی وبدفالی سے بچنے کے طریقے واسباب

مولانا ابومعاویہ شارب السلفی، بہار

(1) کسی بھی چیز یا جگہ میں کوئی نحوست وبدشگونی نہیں ہوتی ہے:

سب سے پہلے آپ یہ جان لیں کہ کسی بھی چیز اور کسی بھی جگہ کے اندر کوئی نحوست وبدشگونی نہیں ہوتی ہے، جوبھی ہوتا ہے وہ اللہ کی مرضی سے ہوتا ہے ابوحسانؒ کہتے ہیں کہ اماں عائشہؓ سے ایک شخص نے کہا کہ سیدنا ابوہریرہؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے ایک حدیث نقل کررہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "إِنَّمَا الطِّيَرَةُ فِي الْمَرْأَةِ وَالدَّابَّةِ وَالدَّارِ" عورت، گھراورسواری میں نحوست ہوتی ہے، یہ سن کرسیدہ عائشہؓ بے انتہا غضبناک ہوگئیں اورفرمایا کہ اس ذات کی قسم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پرقرآن کونازل کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی کوئی بات ارشادنہیں فرمائی ہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا"كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُولُونَ الطِّيَرَةُ فِي الْمَرْأَةِ وَالدَّارِ وَالدَّابَّةِ" کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ کہتے تھے،(اورایک روایت کے اندراس بات کاذکر ہے کہ اماں عائشہؓ نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہا کہ "قَاتَلَ اللَّهُ الْيَهُودَ" یہودیوں پراللہ کی لعنت ہوانہوں نے یہ عقیدہ گھڑلیا کہ)عورت، گھراورسواری میں نحوست ہوتی ہے، پھراماں عائشہؓ نے سورہ الحدید کی آیت نمبر22 تلاوت کی کہ "مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَهَا إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ" نہ کوئی مصیبت دنیامیں آتی ہے نہ تمہاری جانوں میں،مگراس سے پہلے کہ ہم اس کوپیداکریں وہ ایک خاص کتاب میں لکھی ہوئی ہے، یہ کام اللہ تعالی پر بہت ہی آسان ہے۔(احمد:26088،الصحیحۃ:993، 1898 صحیح الجامع للألبانیؒ:4452)

(2) اللہ پر بھروسہ رکھنا:اگرآپ ہرطرح کی بدفالی وبدشگونی سے بچناچاہتے ہیں تو اللہ پر بھروسہ رکھیں اوریہ کامل یقین رکھیں کہ وہی ہوگا جومیرے رب کومنظور ہوگا،کسی نے کیاہی خوب کہا ہے کہ:

مدعی لاکھ برا چاہے تو کیا ہوتا ہے
وہی ہوتا ہے جومنظور خدا ہوتا ہے

اسی لئے یہ کامل یقین رکھیں کہ میرے رب کے حکم کے بغیر نہ تو مجھے کوئی نقصان پہنچاسکتا ہے اورنہ ہی نفع،اسی بات کی تعلیم دیتے ہوئے رب العالمین نے فرمایا کہ "وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ يُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ" اوراگراللہ تم کوکوئی تکلیف پہنچائے تواس کے سوا کوئی ایسا ہے ہی نہیں جواس تکلیف کو دورکردے اور اگر اللہ تم کوکوئی خیروبھلائی سے نوازنا چاہے تو اس کے فضل کوکوئی ہٹانے والا نہیں،وہ اپنا فضل اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے نچھاورکردے اوروہ بڑی مغفرت بڑی رحمت والا ہے۔(یونس:107)اوراسی بات کی تعلیم دیتے ہوئے جناب محمدعربی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگوں ایک بات یادرکھنا!"وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ لَكَ وَلَوِ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَيْكَ" اگرساری دنیابھی مل کرکے تمہیں کچھ فائدہ دینا چاہیں تواتنا ہی فائدہ تمہیں پہنچاسکتے ہیں جتنا کہ اللہ نے تمہارے مقدرمیں لکھ دیا ہے اوراسی طرح سے یہ بات بھی یادرکھنا کہ اگرساری دنیامل کرکے بھی تمہیں نقصان پہنچاناچاہیں تواتنا ہی نقصان پہنچاسکتے ہیں جتنا کہ اللہ نے تمہارے تقدیرمیں لکھ رکھا ہے۔(ترمذی:2516،صحیح الألبانیؒ) پتہ یہ چلا کہ جوانسان جتنا زیادہ اللہ پر بھروسہ رکھے گا وہ انسان اتنا ہی زیادہ ہرطرح کی بدشگونی وبدفالی سے دوررہے گا کیونکہ یہ فرمان مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ اللہ پر بھروسہ ایک ایسی چیز ہے جو ہرطرح کی بدشگونی وبدفالی کودورکردیتی ہے،فرمایا"اَلطِّيَرَةُ شِرْكٌ وَمَا مِنَّا وَلَكِنَّ اللَّهَ يُذْهِبُهُ بِالتَّوَكُّلِ" بدشگونی شرک ہے اورہم میں سے ہرایک کووہم ہوہی جاتا ہے لیکن جب اللہ پربھروسہ کیاجاتا ہے تویہ چیزدورہوجاتی ہے۔(الصحیحۃ:429،ابوداود:3910،ترمذی:1614،ابن ماجہ:3538)

(3) اللہ سے اچھا گمان رکھیں:اگرآپ ہرطرح کی بدشگونی وبدفالی سے اپنے آپ کو بچانا چاہتے ہیں توپھرآپ ہرحال میں اپنے رب سے اچھا گمان رکھئے،آپ کی زندگی میں لاکھ پریشانیاں آجائے مگرآپ اپنے رب سے اچھا ہی گمان رکھیں کیونکہ ہمارے رب کا یہ کہنا ہے کہ جوانسان میرے بارے میں جیسا گمان رکھے گا میں اس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ انجام دوں گا،اگرکوئی میرے ساتھ اچھا گمان رکھے گا تو میں اس کے ساتھ اچھا ہی کروں گا اوراگرکوئی انسان میرے بارے میں براگمان رکھے گا تواس کے ساتھ براہی ہوگا جیسا کہ حدیث قدسی ہے اللہ نے کہا کہ "أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي إِنْ ظَنَّ بِي خَيْرًا فَلَهُ وَإِنْ ظَنَّ شَرًّا فَلَهُ" میں اپنے بندوں کے

ساتھ اس کے گمان کے مطابق اس کے معاملات کو انجام دیتا ہوں وہ اس طرح سے کہ اگر وہ میرے بارے میں اچھا گمان رکھتا ہے تو اس کے ساتھ اچھا ہی ہوتا ہے اور اگر وہ میرے بارے میں برا گمان رکھتا ہے تو اس کے ساتھ برا ہی ہوتا ہے۔ (الصحیحۃ:1664، احمد:9076)

(4) دعا کو لازم پکڑیں: میرے دوستو! بدفالی وبدشگونی سے بچنے کا ایک راستہ دعا ہے جیسا کہ عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مَنْ رَدَّتْهُ الطِّيَرَةُ عَنْ حَاجَتِهِ فَقَدْ أَشْرَكَ" جو انسان کسی چیز سے بدفالی لے کر اپنی ضرورت پوری کرنے سے رک جائے تو اس نے شرک کیا، صحابۂ کرامؓ نے کہا کہ "فَمَا كَفَّارَةُ ذَلِكَ" اس کا کفارہ کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا کفارہ یہ ہے کہ تم یہ دعا پڑھو" اَللّٰهُمَّ لَا طَيْرَ إِلَّا طَيْرُكَ وَلَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُكَ وَلَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ" اے اللہ! تیری فال کے سوا کوئی فال نہیں ہے تیری دی ہوئی بھلائی کے سوا کوئی بھلائی نہیں ہے اور تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ (الصحیحۃ:1065)

(5) اگر اور مگر نہ کہیں: ہم ہر طرح کے جائز وحلال طریقے کو اپناتے ہوئے اللہ پر بھروسہ رکھ کر اپنے تمام امور کو انجام دیں پھر بھی اگر خدانخواستہ ہماری زندگی میں کچھ نقصان ہو جائے تو آپ یہ نہ کہا کریں کہ اگر میں ایسا کرتا تو ویسا ہو جاتا، اگر میں یہ کام نہیں کرتا تو آج یہ دن دیکھنا نہیں پڑتا، جب سے میں یہ گھر میں آیا ہوں تب سے ہی میرے ساتھ ایسا ہو رہا ہے، اس طرح کے جتنے میں جملے ہیں ان سب سے آپ بچا کریں کیونکہ اس طرح کے جملوں سے ایک مسلمان کے ایمان کو خراب کرنے کا ایک حیلہ وبہانہ شیطان کو مل جاتا ہے جیسا کہ حبیب کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "الْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَأَحَبُّ إِلَى اللهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيفِ وَفِي كُلٍّ خَيْرٌ" طاقتور مومن کمزور مومن سے بہتر اور اللہ کو زیادہ پیارا ہے یہ الگ بات ہے کہ ہر ایک مومن میں خیر موجود ہے، "اِحْرِصْ عَلَى مَا يَنْفَعُكَ وَاسْتَعِنْ بِاللهِ وَلَا تَعْجَزْ" جو چیز تجھے فائدہ دیتی ہو اس کے درپے رہو اور اللہ سے مدد مانگتے رہا کرو اور عاجز ہو کر نہ بیٹھ جایا کرو، "وَإِنْ أَصَابَكَ شَيْءٌ فَلَا تَقُلْ لَوْ أَنِّي فَعَلْتُ كَانَ كَذَا وَكَذَا" اور اگر تجھے کوئی مصیبت پہنچ جائے تو یوں نہ کہا کرو کہ اگر میں ایسا کرتا تو یوں نہ ہوتا، "وَلَكِنْ قُلْ" بلکہ یوں کہا کرو کہ " قَدَرُ اللهِ وَمَا شَاءَ فَعَلَ" اللہ نے یہی مقدر میں لکھا تھا اور اللہ نے جو چاہا کیا کیونکہ "فَإِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ" کیونکہ لفظ لو یعنی اگر مگر سے شیطان کا کام شروع ہو جاتا ہے یعنی شیطان کو گمراہ کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ (مسلم:2664، ابن ماجہ:79)

(6) ایمان وعقیدے میں نقص وکمی پیدا کرنے والی جگہوں میں بود وباش اختیار کرنے سے بچیں: اگر آپ اپنے ایمان کی سلامتی چاہتے ہیں اور اگر اپنے اور اپنے اہل وعیال کے ایمان کی حفاظت کرنا چاہتے ہیں تو پھر آپ ان تمام جگہوں میں جانے سے بچیں جہاں کے بارے میں لوگ کچھ غلط تصور پال رکھے ہوں کیونکہ ویسی جگہوں پر جب ایک انسان جاتا ہے اور جب وہاں پر زندگی گذر وبسر کرتے ہوئے خدانخواستہ کسی نقصان سے دوچار ہو جاتا ہے تو اپنے ایمان وعقیدے کو خراب کر لیتا ہے اور یہ سمجھنے لگ جاتا ہے کہ یہاں پر آنے سے ہی میرے ساتھ ایسا ہو رہا ہے اسی لئے احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ ایسی جگہوں پر جانے سے گریز کیا جائے، اسی بات کا تذکرہ کرتے ہوئے سیدنا انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم "إِنَّا كُنَّا فِي دَارٍ كَثِيرٌ فِيهَا عَدَدُنَا وَكَثِيرٌ فِيهَا أَمْوَالُنَا" ہم پہلے ایک گھر میں تھے اس میں ہم بہت سے افراد تھے اور وہاں ہمارے پاس اموال بھی بہت زیادہ تھے، لیکن "فَتَحَوَّلْنَا إِلَى دَارٍ أُخْرَى فَقَلَّ فِيهَا عَدَدُنَا وَقَلَّتْ فِيهَا أَمْوَالُنَا" جب ہم ایک دوسرے گھر میں منتقل ہوئے تو ہمارے اولاد بھی کم ہو گئے اور اموال میں بھی کمی آگئی ہے، تو جب انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے میں اس طرح کا اپنا گمان ظاہر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور احتیاط ان کے ایمان وعقیدے کی حفاظت کرتے ہوئے یہ حکم دیا کہ "ذَرُوهَا ذَمِيمَةً" اس گھر کو چھوڑ دو وہ ایک برا گھر ہے۔ (ابوداود:3924، الصحیحۃ:790)

(7) گھر ومکان نہیں بلکہ پہلے اپنے آپ کو بدلو: کتنے افسوس کی بات ہے کہ انسان اپنے آپ کے لئے ہر طرح کے نفع کو حاصل کرنے کے لئے اور اپنے آپ کو ہر طرح کے نقصان سے بچانے کے لئے طرح طرح کی چیزوں سے بدشگونی لیتا ہے، کبھی کسی گھر سے بدشگونی لے کر اس گھر سے نکل جاتا ہے، کبھی اپنے گاڑی سے بدشگونی لے کر گاڑی بدل لیتا ہے، کبھی اپنے گھر کے دروازوں اور کھڑکیوں کے جگہ کو بدل لیتا ہے تو کبھی اپنا کاروبار یا پھر اپنے کاروبار کی جگہ کو بدل لیتا ہے، یہ سب کچھ کرتا ہے اور دربدر کی ٹھوکریں کھا کر کبھی یہ کرتا ہے، کبھی وہ کرتا ہے مگر ہائے افسوس انسان اپنے آپ کو کبھی نہیں بدلتا ہے، سن لیجئے اور یاد رکھ لیجئے کہ نحوست وبدشگونی فلاں فلاں جگہ یا وقت یا پھر مہینے میں نہیں ہوتی ہے بلکہ خود انسان کے اندر اس کے اعمال وکردار میں ہوتی ہے، انسان خود منحوس ہوتا ہے اور جگہ بدلتا رہتا ہے بھلا اسے چین وسکون کیسے ملے گا، رب کا فرمان "مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّهِ وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ" کہ تجھے جو بھلائی ملتی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو برائی پہنچتی ہے وہ تیرے اپنے نفس کی طرف سے ہے۔ (النساء:79) ایک دوسری جگہ اللہ نے فرمایا کہ "وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ

أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ " تمہیں جو کچھ مصیبتیں پہنچتی ہیں وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کے کرتوت کا بدلہ ہے اور وہ تو بہت سی باتوں سے درگزر فرما دیتا ہے۔(الشوری:30) مصیبت آنے کی اصل وجہ انسان کے اپنے کرتوت ہیں نہ کہ فلاں جگہ یا پھر فلاں وقت یا پھر فلاں مہینہ تو پھر پتہ یہ چلا کہ اگر کوئی انسان ہر طرح کی مصیبت و ہر طرح کے نقصان سے بچنا چاہتا ہے تو وہ اپنے اعمال وکردار کی اصلاح کرلے۔

بہت سارے لوگ یہ شکایت کرتے اور کہتے نظر آتے رہتے ہیں کہ وہ جب سے گھر میں آئے ہیں تب سے ہی ان کے ساتھ ایسا اور ایسا ہو رہا ہے، یہ گھر اچھا نہیں ہے، اس گھر میں جن وشیاطین کا بسیرا ہے وغیرہ وغیرہ، یہ سب باتیں تو لوگ بڑے زور وشور سے کہتے نظر آتے ہیں مگر کوئی یہ نہیں کہتا ہے اور نہیں سوچتا ہے کہ اس گھر میں ہی ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ آخر اس گھر کے مکین کیسے ہیں جو اس گھر میں ایسا ہو رہا ہے؟ کیونکہ گھر میں تو کوئی خرابی نہیں ہے اگر خرابی ہے تو صرف اور صرف ایک انسان کے اندر اور اس کے اعمال وکردار میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ مَقَابِرَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِي تُقْرَأُ فِيهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ" کہ تم اپنے اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ، بیشک کہ شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے جس گھر میں سورہ بقرہ کی تلاوت کی جاتی ہو، اور ایک دوسری روایت کے اندر یہ الفاظ ہیں "لَا يَدْخُلُهُ الشَّيْطَانُ" ایسے گھر میں شیطان داخل بھی نہیں ہوسکتا ہے۔(مسلم:780، احمد:8915) اسی طرح سے یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرض نماز باجماعت ادا کرکے اپنے نفل نماز کا کچھ نہ کچھ حصہ اپنے گھر کے لئے ضرور بچا لیا کرو اور پھر اپنے گھر میں جاکر نفل نمازیں ادا کیا کرو جیسا کہ ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اِجْعَلُوا فِي بُيُوتِكُمْ مِنْ صَلَاتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوهَا قُبُورًا" کہ تم اپنے اپنے گھروں میں نمازیں کچھ نہ کچھ ضرور ادا کیا کرو اور اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔(بخاری:432، مسلم:777) حدیث پر ذرا غور کیجئے کہ جو انسان اپنے گھر میں قرآن کی تلاوت نہیں کرے گا اور نہ ہی اپنے گھر میں نمازیں ادا کرے گا تو کیا اس کے گھر میں شیطان کا بسیرا نہیں ہوگا! کیا ایسا گھرانہ منحوس نہیں ہے جس گھرانے کے لوگ نہ تو نماز پڑھتے ہوں اور نہ ہی قرآن، تو کمی وبدشگونی کس میں ہے گھر میں یا گھرانے والوں میں؟ جواب واضح ہے کہ گھر میں یا جگہ میں نحوست نہیں ہوتی ہے اگر نحوست ہوتی ہے تو وہ ایک انسان کے اعمال وکردار کی وجہ سے ہوتی ہے۔

سماج ومعاشرے میں یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ لوگ اپنے اعمال وکردار کو نہیں دیکھتے اور اپنے نقصان کا الزام دوسروں کے سر تھوپتے رہتے ہیں اور یہ کہتے رہتے ہیں کہ اس کی وجہ سے ہی آج میرے ساتھ ایسا اور ایسا ہوا ہے، یاد رکھ لیجئے ہر طرح کے نقصان کا ذمے دار خود انسان ہے شریعت نے ایسے انسان کو منحوس قرار دیا ہے جو فجر کی نماز نہیں پڑھتا ہے اور لوگ کیا عقیدہ رکھتے ہیں کہ فلاں کی شکل صورت اور چہرہ صبح سویرے دیکھنے کی وجہ سے ہی میرے ساتھ ایسا ہوا ہے، کیسی بیوقوفی اور نادانی ہے کہ خود فجر کی نماز نہ پڑھ کر کے گنہگار ہے اور ایسا انسان دوسروں کو گنہگار سمجھ رہا ہے، حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ ثَلَاثَ عُقَدٍ إِذَا نَامَ" کہ جب تم میں سے کوئی انسان سویا ہوا ہوتا ہے تو شیطان اس کے سر کے پچھلے حصے یعنی گدی پر تین گرہیں لگاتا ہے، اور پھر "بِكُلِّ عُقْدَةٍ يَضْرِبُ عَلَيْكَ لَيْلًا طَوِيلًا" ہر گرہ پر یہ افسوں منتر پڑھ کر تھپکی دیتا اور لوری سناتا رہتا ہے کہ ابھی رات بہت لمبی ہے تو سو جا، لیکن اگر کوئی انسان "فَإِذَا اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللَّهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ" بیدار ہو جاتا ہے اور اللہ کا ذکر شروع کر دیتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے، پھر "وَإِذَا تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عَنْهُ عُقْدَتَانِ" اگر وہ انسان اٹھ کر کے وضو کر لیتا ہے تو اس کی دوسری گرہ بھی کھل جاتی ہے اور اگر "فَإِذَا صَلَّى انْحَلَّتِ الْعُقَدُ" وہ نماز فجر پڑھ لیتا ہے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے، پھر ایسے انسان کی حالت یہ ہوتی ہے کہ "فَأَصْبَحَ نَشِيطًا طَيِّبَ النَّفْسِ" ایسا انسان صبح کو ہشاش بشاش اور خوش مزاج ہوتا ہے اسی کے برعکس اگر کوئی انسان فجر کی نماز نہیں پڑھتا ہے تو پھر ایسے انسان کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ "وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ" ایسا انسان بدمزاج اور گندے دل اور سستی وکاہلی کے ساتھ دن گذارتا ہے۔(مسلم:776، بخاری:3269) صرف یہی نہیں بلکہ جو انسان سورج طلوع ہونے تک نیند کی آغوش میں رہتا ہے اور فجر کی نماز نہیں پڑھتا ہے تو ایسے لوگوں کے کان میں شیطان پیشاب بھی کر دیتا ہے جیسا کہ ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے میں ایک ایسے آدمی کا تذکرہ کیا گیا جو نماز کو چھوڑ کر صبح سورج نکلنے تک سوتا رہتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ "ذَاكَ رَجُلٌ بَالَ الشَّيْطَانُ فِي أُذُنِهِ" یہ ایسا آدمی ہے جس کے دونوں کانوں میں شیطان نے پیشاب کر دیا ہے۔(بخاری:3270) گناہ گار تو وہ انسان ہے جو گھر میں نہ تو نفل نماز پڑھتا ہے اور نہ ہی فرض نماز پڑھتا ہے اور نہ ہی قرآن کی تلاوت کرتا ہے، اب آپ لوگ ہی فیصلہ کرلیں کہ نحوست وبدشگونی کس میں ہے؟ گھر میں یا پھر انسان میں؟ کاش انسان اس کو سمجھ کر اپنے اعمال وکردار کو بدل لیں!! سچ کہا تھا علامہ اقبالؒ نے کہ:

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق

اب آخر میں رب العزت سے دعا ہے کہ اے اللہ تو ہم سب کو اس طرح کے کفر وشرک والے عقائد ونظریات سے محفوظ رکھ۔ آمین ثم آمین یا رب العالمین

خلیفہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا خط گورنروں کے نام

عبدالمبین اختر فیضی

مدرسہ محمدیہ کھیدوپورہ، مئو

عمرفاروق اعظم نے لکھا عمال کو اپنے
نگاہوں میں رکھیں احوال اور افعال کو اپنے

وہی عمال جن میں بوعبیدہ اور حذیفہ تھے
وہ اصحاب نبی پاک تھے اور سن رسیدہ تھے

انہیں عمال میں تھے سعد اور نعمان اور یعلیٰ
یزیدو خالد وعثمان وسمرۃ اور ابوموسیٰ

علاء بن حضرمی، ابن غنم، نافع بھی شامل تھے
یہ ملک وقوم کے خادم مگر کہنے کو عامل تھے

ابھی کچھ اور چیدہ شخصیت بھی ان میں شامل تھیں
خلیفہ کے اصولوں او رکاموں کی جو حامل تھیں

مگر فہرست لمبی ہے ہراک کانام کیا لیتے
یہی کافی ہے عظمت کو خلافت کے چنیدہ تھے

خلاصہ یہ عمر فاروق کے عمال جتنے تھے
وہ عالی مرتبت تھے علم والے فضل والے تھے

لکھا ان کو کہ سن رکھو تمہارے کام جتنے ہیں
انہیں پرکھوشریعت کی نظرمیں کیا ہیں کیسے ہیں؟

تمہارے کام کی خاطر یہی معیار کافی ہے
خوداپنے آپ کو دیکھو کہ وہ کیسا نمازی ہے؟

عمر نے ان کے کاموں کے لئے معیار یہ رکھا
نمازوں کی حفاظت اور پھر اس کو بجا لانا

عمرفاروق کی باریک بینی اور بصیرت تھی
لکھا معیار اس کو جواہم سب سے عبادت تھی

نبی پاکؐ نے جس کو کہا ہے ''قرۃ عینی''
نبی پاک جس کو پڑھ کے پاتے راحت قلبی

خلیفہ نے سبھی عمال کو خط میں یہ لکھ بھیجا
کہ تم میں جو نمازوں کی حفاظت میں رہا یکتا

ادا کرتارہا ساری نمازیں وقت پر ان کے
نہ ان میں بیش وکم کرکے نہ سنت سے کبھی ہٹ کے

توان کے اور کاموں میں یقیناً بہتری ہوگی
رعایا کے بھلے کو وقف ان کی زندگی ہوگی

مگر جوشخص خالق کی عبادت سے ہی غافل ہو
نہیں ممکن کہ وہ مخلوق کی خدمت میں کامل ہو

عمر فاروق کے طرز جہاں بانی کا کیا کہنا
کہاں تاریخ نے دیکھا ہے عادل آپ کے جیسا

الٰہی قبر کو ان کی تواپنے نور سے بھردے
نقوش راہ پران کے (رضی اللہ عنہم) ہمیں بھی گامزن کردے

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام منعقدہ ۲۱واں آل انڈیا مسابقہ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم کی بابت علماء کرام کے تاثرات

محمد فضل الرحیم مجددی، جے پور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمده ونصلي على رسوله الكريم أما بعد قال الله تعالى في القرآن المجيد اعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم، انا نحن نزلنا الذكر وانا له لحافظون (سورة حجر) قال النبي صلى الله عليه وسلم خيركم من تعلم القرآن وعلمه (البخاري)

محترم حضرات! میرے لئے یہ خوش بختی اور سعادت کی بات ہے کہ آج مجھے ایک ایسے اجلاس میں شرکت کا موقع مل رہا ہے جس کی نسبت قرآن کریم اور اللہ کے کلام سے ہے، میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ذمہ داروں کو مبارک باد دیتا ہوں جو مسلمانوں میں رجوع الی القرآن اور حفظ قرآن، تلاوت قرآن اور فہم قرآن کے رجحان کو فروغ دینے کے لئے پابندی کے ساتھ ہر سال مسابقہ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم کا انعقاد کرتے ہیں، میں اس مسابقہ میں کامیاب ہونے والے اور تمام مساہمین کو بھی مبارکباد دیتا ہوں اور دونوں جہاں میں ان کی کامرانی کے لئے اللہ سے دعا گو ہوں، مسابقہ قرآن کریم میں پہلی پوزیشن سے کامیاب ہونے والا جتنا کامیاب ہے اتنا ہی کامیاب اللہ کے نزدیک ہر وہ مساہم ہے جس نے اس مسابقہ میں شرکت کی، اس کے لئے محنت کی، یہ سب تعلم قرآن کا جزء ہے، اور حدیث نبوی ہے کہ قرآن سیکھنے اور سکھانے والا سب سے بہتر ہے، اس لئے جس نے بھی اپنا وقت اپنی محنت اپنی لگن قرآن کے مسابقہ میں شرکت کے لئے خرچ کی یقیناً وہ کامیاب ہے، تکنیکی طور پر انعامات جس کو بھی ملیں لیکن حقیقی کامیابی کے حقدار سبھی شرکاء ہیں اور سب سے کمیاب وہ ہے جو آج سے یہ عہد کرلے کہ وہ قرآن کی تعلیمات کو اپنی زندگی میں ظاہری اور باطنی ہر طور پر نافذ کرے گا۔

محترم حضرات! قرآن کریم اللہ تبارک وتعالیٰ کا کلام ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ ہے، قرآن کریم دستور حیات ہے، کتاب رشد وہدایت ہے، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ القرآن کتاب کل عصر (ترجمہ: قرآن ہر زمانہ کی کتاب ہے) یعنی اس کے احکامات، اس کی ہدایات قیامت تک کے لئے ہر زمان ومکان کے لئے ہیں، یہ قیامت تک پوری انسانیت کے لئے رشد وہدایت، امن وشانتی، کامیابی وکامرانی، عدل وانصاف، مساوات اور برابری کا آخری پیغام ہے، قرآن میں ہر طرح کی رہنمائی اور ہدایت موجود ہے، اس سے جو تم چاہو گے وہ تمہیں ملے گا، اس میں قوموں کے عروج وزوال کے راستے بھی ہیں اور شخصی وانفرادی کامیابی وکامرانی کی رہنمائی بھی ہے، اللہ تبارک وتعالی نے قرآن کو انسانوں اور قوموں کی سعادت، نیک بختی، عروج اور کامیابی کے لئے ہی نازل فرمایا ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا **طه ما نزلنا عليك القرآن لتشقى** یعنی میں نے قرآن آپ پر اس واسطے نہیں اتارا کہ آپ محنت ومشقت میں پڑیں، یعنی قرآن درحقیقت محنت اور شفاء نہیں ہے، رحمت ونور ہے، سعادت اور نیک بختی کا سرچشمہ ہے، شقاوت اور بدبختی کا ذریعہ نہیں ہے، جو قوم اللہ کی کتاب رکھتی ہوا گروہ ذلیل وخوار ہورہی ہے، محکوم ومغلوب ہورہی ہے تو اس کا ایک ہی مطلب ہے کہ یقینی طور پر وہ قوم کلام اللہ کے ساتھ ظلم کررہی ہے، اس نے خود کو قرآن سے علیحدہ کرلیا ہے، قرآن کو صرف مسجدوں اور مکانوں میں، جزدانوں میں بند کرکے رکھ دیا گیا ہے، قرآن نظام حیات اور دستور حیات بنا کر نازل کیا گیا تھا، اس میں عقائد وعبادات کے مسائل بھی ہیں، عائلی وخانگی زندگی کے قوانین بھی ہیں، معاشی اور سماجی اصول وضوابط بھی ہیں، نظام حکومت بھی ہے، بین الاقوامی تعلقات کے احکامات بھی ہیں، الغرض یہ قرآن قیامت تک انسان کی دینی، تعلیمی، عائلی، سیاسی، سماجی، معاشی مسائل کے لئے مشعل راہ ہے۔

اللہ نے اس کتاب کو اتنا جامع اور مانع بنایا ہے کہ ایمانیات، عبادات، معاملات، سماجیات، معاشیات واقتصادیات کے اصول قرآن کریم میں موجود ہیں، مگر افسوس کی بات ہے کہ ہمارا تعلق قرآن کریم سے روز بروز منقطع ہوتا جارہا ہے، ہم دنیا کی دوڑ میں اس طرح گم ہوگئے ہیں کہ قرآن کریم کے احکام ومسائل کو سمجھنا تو درکنار ہمیں اس کی تلاوت کے لئے بھی وقت نہیں ملتا، آج مسلمان پوری دنیا میں ذلیل وخوار ہورہے ہیں، زوال کا شکار ہیں تو اس کی سب سے بڑی اور بنیادی وجہ یہ کہ ہم مسلمانوں نے قرآن کی تعلیمات کو بھلا دیا ہے، اسی کا رونا روتے ہوئے علامہ

اقبال نے کہا تھا۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہوکر
اورہم خوار ہوئے تارک قرآں ہوکر

اگر ہم دنیا وآخرت میں کامیابی وکامرانی چاہتے ہیں، ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہماری آنے والی نسلیں ایمان پر رہیں، اگر ہم مسلم قوم کا مستقبل ماضی کی طرح روشن اور تابناک بنانا چاہتے ہیں، تو ہم سب کو بحیثیت قوم وملت قرآن اور قرآن کی تعلیمات سے خود کو اور اپنی آنے والی نسلوں کو جوڑنا ہوگا، ہمیں قرآن کی تلاوت، قرآن کے حفظ وقرأت کے ساتھ ساتھ قرآن فہمی پر زور دینا ہوگا، اگر ہمارا تعلق قرآن سے استوار ہوگیا تو کامیابی ہمارا قدم چومے گی ورنہ ذلت ورسوائی ہمارا مقدر بن جائے گی، ہمارا عروج وزوال اس بات پر منحصر ہے کہ ہمارا قرآن سے ربط کتنا اور کیسا ہے، اور ساتھ ساتھ ہمیں دوسری قوموں تک قرآن کی تعلیمات اور قرآن کے پیغام کو پہنچانا ہوگا کیونکہ یہ قرآن ہدی للناس ہے پوری انسانیت کے لئے ہے صرف ہدی للمومنین نہیں ہے۔

آج کے دور میں جب قرآن سے بے رغبتی اور ہوس پرستی کا دور دورہ ہے، ان حالات میں اللہ کے کلام سے قریب کرنے، قرآن سے رغبت اور تعلق کو مضبوط کرنے، قرآن فہمی کا شوق دلانے کے لئے اس طرح کے مسابقات انتہائی ضروری ہیں، خیر کے کاموں میں مسابقہ اور تنافس محبوب ہے، ارشاد باری ہے: فلیتنافس المتنافسون میں ایک بار پھر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے عہدیداروں اور ذمہ داروں کو مبارکباد دیتا ہوں کہ وہ ہر سال پابندی کے ساتھ اس طرح کا مسابقہ کراتے رہتے ہیں جو یقیناً بہت عظیم خدمت ہے، میں اللہ سے دعا گو ہوں کہ اللہ ہم سب کو قرآن کی تلاوت کرنے، قرآن کو سمجھنے اور اپنی زندگیوں میں قرآن کے احکامات کو نافذ کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور جب روز محشر ہم سب حاضر ہوں تو قرآن ہمارے لئے سفارش کرنے والا ہو، اس قرآن کے حقوق میں کسی طرح کی کوتاہی کی وجہ سے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم جب دربار الٰہی میں یہ مقدمہ پیش کریں کہ یا رب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا، تو ہم سب کا شمار ان لوگوں میں نہ ہو جس کے خلاف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدعی ہوں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن کی تلاوت کرنے قرآن کو سمجھنے اور اس کے احکامات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین ☆☆

محمد شمس الحق عبداللہ سلفی
نائب ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث جھارکھنڈ

گرامی قدر سماحۃ الشیخ عالی جناب امیر محترم مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند قابل احترام ناظم عمومی، معزز اراکین مجلس عاملہ ودیگر مدعوئین خصوصی، مشائخ عظام، حفاظ کرام اور ڈائس پر بیٹھے ہوئے دیگر شرکائے اجلاس اور ملت اسلامیہ کے پاس بانو!

بڑی مسرت وشادمانی کی بات ہے کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی کدوکاوش اور پلاننگ سے سرزمین ہند میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے پلیٹ فارم سے اکیسواں کل ہند مسابقہ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم بتاریخ ۴-۵/اکتوبر ۲۰۲۵ء مطابق ۱۱-۱۲/ربیع الآخر ۱۴۴۷ھ بروز ہفتہ اتوار بمقام اہل حدیث کمپلیکس ابوالفضل انکلیو جامعہ نگر اوکھلا نئی دہلی میں منعقد ہوا۔

قرآن کریم کتاب ہدایت اور قوم وملت کے لئے عظیم سرمایہ ہے، قرآن کریم وہ نور ہے جس نے انسان کو حیوانات سے نکال کر انسانیت کے اعلیٰ مقام تک پہنچایا، جہالت کے اندھیروں سے نکال کر ہدایت کے چراغ جلائے، جس نے اسے تھاما اللہ اسے بلند کیا، اور جس نے اسے چھوڑ دیا وہ ذلت کی پستیوں میں گرگیا، اس کی تعلیمات وہدایت کو عام کرنے کی آج اس پرفتن دور میں سب سے زیادہ ضرورت ہے، قرآن حکیم سے جتنی اور جیسی خیر آپ مانگو گے یہ آپ کو دے گا، قرآن کریم علوم وفنون کا آبگینہ ہے، قرآن کریم نے اجتماعی ترقی کے ساتھ ساتھ انفرادی اور ذاتی سربلندی سے بھی ہمکنار کیا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ان اللہ یرفع بھذا الکتاب اقواما ویضع بہ آخرین'' یقیناً اللہ رب العالمین اس کتاب کے ذریعے کچھ لوگوں کو بلندیاں نصیب کرتا ہے اور کچھ لوگوں کو نیچے گرادیتا ہے۔ (صحیح مسلم: ۸۱۷) کائنات میں سب سے بہترین تعلیم قرآن مجید فرقان حمید کی تعلیم ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ'' تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس نے قرآن سیکھا اور دوسروں کو سکھلایا (صحیح بخاری: ۵۰۲۷)

ملت کے پاس بانو! خوش قسمت ہے وہ قوم جس کے بچے قرآن کو یاد کرتے ہیں، جس کے نوجوان قرآن کی تفسیر میں غور کرتے ہیں اور جس کی محفلیں قرآن کی تلاوت سے معطر ہوجاتی ہے۔ اس جذبے کے تحت مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے عمائدین نے آل انڈیا مسابقہ حفظ وتجوید منعقد کرکے قرآن کریم کو عام کرنے نئی نسل کو اس کے نور سے منور کرنے اور دلوں کو تجوید وتفسیر کے ذریعے بیدار کرنے کی ایک عظیم کوشش کی ہے۔ اس جدوجہد کی ایک زندہ مثال اکیسواں مسابقہ حفظ وتجوید کا یہ روحانی منظر ہے۔

یہ مسابقہ محض ایک علمی تقریب نہیں بلکہ ایک قرآنی بہار ہے۔ یہ ایک نورانی قافلہ ہے اس سرزمین کی فضاؤں کو روشن کررہا ہے۔ ذرا تصور کیجئے جب ننھے ننھے حفاظ

(بقیہ صفحہ ۲۸ پر)

رپورٹ: شعبہ تنظیم

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا اہم اجلاس اختتام پذیر

☆ملک وملت اورجماعت وانسانیت سے متعلق امور ومسائل پر غوروخوض، اهم فیصلے اور قرار داد و تجاویز منظور۔☆اهل حدیث کمپلیکس میں زیر تعمیر عظیم الشان عمارت و آڈیٹوریم کی تکمیل وغیرہ کے لیے ملک گیر سطح پر سردست کام دوبارہ شروع کرنے کے لئے ایک جمعه کا چندہ مختص کرنے کا فیصلہ۔☆مرکزی جمعیت کے بینر تلے وفاق المدارس کو فعال بنانے کی تدابیر۔☆اکیسواں آل انڈیا دوروزہ عظیم الشان مسابقه حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم کے کامیاب انعقاد پر ذمه داران کو مبارکباد۔☆امیر محترم فضیلة الشیخ اصغر علی امام مهدی سلفی حفظه الله کا اپنے خطاب میں دعوت توحید ، اعتصام بالکتاب والسنه ،تعلیم وتربیت ، اصلاح معاشرہ ، خدمت خلق ، اعتدال ووسطیت ، انسانی بهائی چارہ ، اتحادواتفاق، قومی یکجهتی ، پرامن تعایش باهمی اور رجوع الی الله کی اهمیت وضرورت پر زور اورملک وملت اورجماعت کو درپیش سنگین مسائل میں پرامن وسنجیدہ اور دستوری واخلاقی موقف اپنانے کی تلقین۔فرمایا : حالات کا شکوہ آپ کا شیوہ نهیں، امت خیر امت کا فریضه سیرت طیبه کی روشنی میں ادا کرے۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی موقر مجلس عاملہ کا یہ اہم اجلاس بتاریخ 5/اکتوبر 2025ء مطابق ۱۲/ربیع الآخر ۱۴۴۷ھ، بوقت دس بجے صبح، بمقام اہل حدیث کمپلیکس، اوکھلا، نئی دہلی، زیر صدارت مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی صاحب حفظہ اللہ، امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند منعقد ہوا جس میں ملک کے طول وعرض کشمیر سے لے کر کیرلا تک سے آئے ہوئے معزز اراکین مجلس عاملہ وذمہ داران صوبائی جمعیات اہل حدیث نے شرکت کی۔

اجلاس کا ایجنڈا حسب ذیل تھا:

(۱) خطاب امیر۔

(۲) گزشتہ کارروائی کی خواندگی وتوثیق۔

(۳) رپورٹ ناظم عمومی۔

(۴) موجودہ حالات اور موجودہ لائحہ عمل پر غور وخوض۔

(۵) دعوتی وتنظیمی مسائل پر غور وخوض۔

(۶) اہل حدیث کمپلیکس میں زیر تعمیر عظیم الشان عمارت وآڈیٹوریم کی تکمیل وغیرہ کے سلسلے میں غور وخوض۔

(۷) جمعیت کے مالی استحکام پر غور وخوض۔

(۸) دیگر امور باجازت صدر۔

اجلاس کا آغاز ڈاکٹر عبدالعزیز مبارکپوری صاحب حفظہ اللہ، نائب امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ بعدازاں امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی صاحب حفظہ اللہ کا پرمغز وچشم کشا اور ایمان افروز صدارتی خطاب ہوا جس میں آپ نے مؤقر اراکین اور ذمہ داران صوبائی جمعیات کا خیر مقدم کیا اور تہ دل سے اجلاس میں شرکت کے لیے کلمات تشکر پیش کیے اور موجودہ حالات میں دعوت توحید، اعتصام بالکتاب والسنہ، تعلیم وتربیت، اصلاح معاشرہ، خدمت خلق، انسانی بھائی چارہ، اعتدال ووسطیت، اتحاد واتفاق، قومی یکجہتی، پرامن تعایش اور رجوع الی اللہ کی اہمیت وضرورت پر زور دیا اور کہا کہ ہر زمانہ میں ہمارے اسلاف کرام کا یہ امتیاز رہا ہے۔ نیز فرمایا حالات کا شکوہ آپ کا شیوہ نہیں، امت خیر امت کا فریضہ سیرت طیبہ خصوصاً سفر طائف، فتح مکہ، ہجرت کے واقعات اور بدر کے قیدیوں وغیرہ کے ساتھ حسن سلوک کی روشنی میں ادا کرے۔

بعد ازاں ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند مولانا محمد ہارون سنابلی صاحب کی ایما پر نائب ناظم مولانا محمد علی مدنی صاحب نے گزشتہ اجلاس عاملہ کی کارروائی کی خواندگی کی اور شرکائے اجلاس نے اس کی توثیق کی۔

اس کے بعد ناظم عمومی نے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے مختلف شعبہ جات مثلا شعبہ استقبالیہ، شعبہ دفتری امور، شعبہ دعوت وارشاد، شعبہ تعلیم وتربیت، شعبہ نشر واشاعت، شعبہ تنظیم، شعبہ افتاء ومجلس تحقیق علمی، مکتبہ ترجمان، میڈیا سیل، سوشل میڈیا ڈیسک، شعبہ احصائیات، شعبہ تعمیرات، شعبہ مالیات، شعبہ رفاہ عامہ، شعبہ قومی وملی

امور وغیرہ کے تحت انجام دی گئی خدمات اور سرگرمیوں کی تحریری رپورٹ پیش کی، جس پر اراکین نے اپنے مکمل اطمینان وخوشی کا اظہار کیا۔ بعدہ دعوتی تنظیمی، ملی وملکی امور پر تبادلہ خیال ہوا اور تنظیم ودعوت اور موجودہ حالات کے تناظر میں خصوصا تحفظ مدارس و اوقاف اور دیگر امور سے متعلق اہم امور زیر بحث آئے اور فیصلے لیے گئے۔ جمعیت کی مالی وتنظیمی حالات ومعاملات کی طرف ناظم عمومی اور ناظم مالیات الحاج وکیل پرویز صاحب نے ارکان کی توجہ مبذول کرائی اور اس سلسلہ میں اہم فیصلے لیے گئے اور نئے عزم وولولے سے تمام کاموں کو انجام دینے کا عہد کیا گیا۔ بعض صوبوں میں مسلسل یاددہانیوں کے باوجود صوبائی جمعیتوں کا انتخاب جدید نہ کرائے جانے پر ایڈھاک کمیٹی کی تجویز کی توثیق ہوئی۔ اہل حدیث کمپلیکس میں زیر تعمیر عظیم الشان عمارت و آڈیٹوریم کی تکمیل وغیرہ کے لیے ملک گیر سطح پر سردست دوبارہ کام شروع کرنے کے لئے ایک جمعہ کا چندہ مختص کرنے کا فیصلہ ہوا۔ مرکزی جمعیت کے بینر تلے وفاق المدارس کو فعال بنانے کی تدابیر زیر غور آئیں اور اہل حدیث کمپلیکس میں دوروز سے جاری اکیسواں آل انڈیا عظیم الشان مسابقہ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم کے کامیاب انعقاد پر ذمہ داران خصوصا امیر محترم کو مبارکباد پیش کی گئی اور اس طرح کے پروگراموں کو وقت ضرورت قرار دیا گیا۔ پھر موجودہ حالات کے تناظر میں اہم تجاویز و قراردادیں پیش کی گئیں اور شیخ انیس الرحمٰن اعظمی صاحب امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث تمل ناڈو وپانڈیچری کی دعا پر مجلس کا اختتام عمل میں آیا۔

اجلاس میں ملی، جماعتی وملکی اور عالمی اہم امور ومسائل کے سلسلے میں قراردادیں اور تجاویز پیش کی گئیں جنہیں ارکان عاملہ نے باتفاق رائے منظور کیا۔ مجلس عاملہ کی قراردادوں میں اسلامی تعلیمات کو عام کرنے اوران سے متعلق پھیلی ہوئی غلط فہمیوں کے ازالے کی ضرورت اور بین مذاہب ڈائیلاگ کی اہمیت وافادیت پر زور دیا گیا۔ قرارداد میں ملی وسماجی تنظیموں کے ذمہ داران وعلماء کرام سے قوم وملت کی تعمیر وترقی کے لیے متحد ہوکر کام کرنے کی ضرورت پر زور دیا گیا۔ اس کے علاوہ ملک میں آپسی بھائی چارہ، قومی یکجہتی کی ضرورت پر زور اور ایسے بیانات سے گریز کرنے کی اپیل کی گئی ہے جن سے گنگا جمنی تہذیب کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ اسی طرح دینی اداروں کے بقا واستحکام کے ساتھ عصری وپیشہ ورانہ معیاری تعلیمی اداروں کے قیام واستحکام کو ملی ذمہ داری قرار دیتے ہوئے باحیثیت وباشعور لوگوں سے معاونت کی اپیل کی گئی۔ اجلاس میں وقف ترمیمی ایکٹ پر ملت اسلامیہ اور انصاف پسندوں کے اندیشوں کا اظہار اور سپریم کورٹ سے اس سلسلے میں مناسب فیصلہ کی توقع ظاہر کی گئی اور اوقاف کی روح اور اس کی افادیت کو مدنظر رکھنے کی تجویز رکھی گئی اور اپیل کی گئی۔ قرارداد میں میڈیا کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے اسے اپنی ذمہ داری کو غیر جانبدارانہ انداز میں انجام دینے اور جمہوریت کے بقا وتحفظ کے لیے کام کرنے کی اپیل کی گئی۔

ملک وبیرون ملک ہر طرح کے دہشت گردانہ واقعات کی مذمت کرتے ہوئے مجلس عاملہ نے اپنے دیرینہ موقف کا اعادہ کیا کہ اس کو کسی مذہب سے جوڑنا سراسر غلط اور ناانصافی ہے ساتھ ہی فاضل عدالتوں سے برسوں بعد باعزت بری ہونے والے نوجوانوں کی معاشی معاونت کے سلسلے میں ازخود نوٹس لینے کی اپیل کی گئی۔ قرارداد میں محبت رسول کے اظہار کے پس منظر میں گرفتاریوں پر اظہار تشویش اور لوگوں سے اس سلسلے میں مشتعل ہونے سے مکمل گریز کرنے اور ہر حال میں پرامن رہنے کی اپیل کی گئی۔ خصوصا نوجوانوں کو کسی بھی غیر معمولی حالات میں اشتعال میں آنے سے بچنے کی تلقین کی گئی۔ ملک میں روز افزوں مہنگائی، بیروزگاری شراب نوشی، جہیز، قتل جنین اور دیگر سماجی برائیوں پر اظہار تشویش کرتے ہوئے ان کے انسداد کی اپیل کی گئی۔ مجلس عاملہ کی قرارداد میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام دوروزہ جاری اکیسواں سالانہ آل انڈیا مسابقہ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم کے انعقاد کو وقت کی ضرورت قرار دیتے ہوئے اس کی ستائش کی گئی۔ قرارداد میں پنجاب کے اندر سیلاب سے بھاری تباہی اور اتراکھنڈ، جموں وکشمیر، بہار، آسام وغیرہ میں آفات سماوی وارضی سے ہونے والے جانی ومالی نقصانات پر غم وافسوس کا اظہار کرتے ہوئے حکومتوں اور عوام سے بلاتفریق مذہب متاثرین کی زیادہ سے زیادہ تعاون کی اپیل کی گئی اور، فلسطین میں اسرائیل کی جارحانہ کارروائیوں بشمول نسل کشی اور بھکمری جیسی غیر انسانی کارروائیوں کی مذمت کرتے ہوئے اقوام عالم سے قضیہ فلسطین کو جلد حل کرنے پر زور دیا گیا۔ فلسطینیوں کی مستقل ریاست کو اقوام متحدہ سے تسلیم کرنے کی اپیل کی گئی اور اس سلسلہ میں سعودی عرب کی کوششوں کے نتیجے میں بہت سے ایشیائی اور یورپی ممالک کے اقدامات کو سراہا گیا۔ علاوہ ازیں ملک وملت اور جماعت کی اہم شخصیات کے انتقال پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا گیا اور تمام مرحومین کے لیے دعائے مغفرت کی گئی۔

قرار داد کا متن

☆ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس اسلامی تعلیمات کی اہمیت وافادیت کو عام کرنے بالخصوص برادران وطن تک پہنچانے کی ضرورت پر زور دیتا ہے اور دینی اداروں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اس سلسلے میں منظم ومؤثر انداز میں اپنی کوششوں کو بروئے کار لائیں اور امت دعوت کے منصب کا حق ادا کریں۔ ساتھ ہی مذہب اسلام کی تعلیمات کے سلسلے میں پیدا کردہ شبہات وغلط فہمیوں کے ازالے کے لیے ٹھوس اقدامات کریں۔ کیونکہ اسلامی تعلیمات کو عام کرنے کے لیے یہ موزوں ترین دور ہے۔ مسلمان عملی طور پر اس کا نمونہ پیش کریں۔

☆ مجلس عاملہ کے اس اجلاس کا ماننا ہے کہ بین مذاہب ڈائیلاگ کی اہمیت وافادیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا اور یہ امن وآشتی وبقائے باہم کے لیے

ناگزیر ہے لہٰذا وہ اقوام عالم سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اس کی اہمیت کے مدنظر اس جانب توجہ دیں اور کسی بھی مسئلہ کو ذاتی مفادات کی بجائے انسانیت کی خیرخواہی کے نظریے سے دیکھیں تاکہ یہ دنیا اخوت و بھائی چارگی اور امن آشتی کا گہوارہ بن سکے اور روز بروز افزوں مشکلات سے نجات حاصل کی جاسکے۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس ملی وسماجی تنظیموں، جماعتوں، علماء کرام اور اداروں کے ذمہ داران سے اپیل کرتا ہے کہ وہ قوم کی تعمیر وترقی کے لیے متحد ہوکر کام کریں اور ایک دوسرے پر بے بنیاد الزام تراشی سے گریز کریں اور اہم ملی وجماعتی امور کے حل میں باہمی صلاح ومشورہ اور آپسی تعاون سے کام لیں نیز متفقہ رائے بنانے کی کوشش کریں۔

☆ مجلس عاملہ کے اس اجلاس کا احساس ہے کہ بڑھتی مہنگائی، بے روزگاری اور ان کے نتیجے میں لوٹ مار اور استحصال کا بڑھتا رجحان، ناخواندگی اور عدم تحفظ ملک کے سنگین مسائل ہیں ان کے حل کیے بغیر ملک کی ترقی ممکن نہیں۔ یہ اجلاس حکومتوں اور تمام سیاسی پارٹیوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ مذکورہ مسائل کے حل کے لئے موثر کردار ادا کریں۔

☆ آپسی بھائی چارہ، قومی یکجہتی، باہمی تعاون وہمدردی ہماری قومی شناخت ہے جس نے ملک کی تعمیر وترقی میں اہم رول ادا کیا ہے، اس لیے بے بنیاد بیانات اور تاریخ کو مسخ کرکے ملک کی اس شناخت کو ختم کرنے کے رویہ سے باز آئیں۔ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا سے اپیل کرتا ہے کہ وہ حقیقت پسندی کا مظاہرہ کرے اور ملک کی شبیہ بگاڑنے والی کوششوں اور سماج میں الجھن پیدا کرنے والی کارروائیوں سے احتراز کرے۔ میڈیا جمہوریت کا چوتھا ستون ہے اس لئے موجودہ حالات کے پیش نظر اس کو اپنی ذمہ داری ایماندارانہ طریقہ سے نبھانی چاہیے اور اس کی رپورٹنگ مبنی برحقیقت ہونی چاہیے۔ تاکہ لوگوں کا اعتبار اس پر قائم رہے۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس جمہوریت کے چوتھے ستون ذرائع ابلاغ کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے اس کی گرتی ہوئی ساکھ پر اپنی تشویش کا اظہار کرتا ہے کیونکہ سوشل میڈیا پر اس وقت جعلی چینلوں کا سیلاب آیا ہوا ہے جن میں کسی گہری سازش کے تحت متضاد خبریں بڑے زور وشور سے نشر کی جارہی ہیں اور اس کی معتبریت مجروح ہورہی ہے جس کے نتیجے میں عام آدمی میں غلط فہمی پھیل رہی ہے۔ ایسے میں اس کی ساکھ کو بحال کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے تاکہ عام شہری اس اضطرابی کیفیت سے باہر آسکے۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس ملک اور دنیا کے دیگر حصوں میں ہونے والے دہشت گردانہ واقعات کی مذمت کرتا ہے۔ عاملہ کا ماننا ہے کہ دہشت گردانہ واقعہ اور کسی کے انفرادی جرم اور گناہ کو کسی خاص کمیونٹی اور مذہب کی طرف منسوب کرنے سے دوسرے کے مذہب اور اس کے ماننے والوں کی شبیہ خراب ہوتی ہے، یہ کسی بھی طور سے درست نہیں کیونکہ دنیا کا کوئی مذہب اور فرقہ دہشت گردی اور کسی کے انفرادی جرم کی حمایت نہیں کرتا۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس منشیات کے روز افزوں استعمال، جہیز کی لعنت، فحاشی واباحیت پسندی کے بڑھتے ہوئے رجحان، قتل جنین اور عورتوں کے استحصال کی مختلف صورتوں پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے حکومتوں اور عوام سے اپیل کرتا ہے کہ صنف نازک کو ہرطرح سے تحفظ فراہم کیا جائے اور ایسے لوگوں کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے جو اسے لباس کی آڑ میں خوف زدہ کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔ اور ملی و اصلاحی وسماجی تنظیمیں ان بھیانک جرائم کے انسداد اور روک تھام کو اپنے مشن کا خاص حصہ بنائیں۔

☆ تعلیم کی اہمیت وافادیت ہرزمانے میں مسلم رہی ہے اور اسے ایک ناگزیر ضرورت قرار دیا گیا ہے اور اس کے بغیر ترقی ناممکن ہے جس کے پیش نظر ایسے اعلیٰ معیاری تعلیمی اداروں کے قیام کی ضرورت بے حد ضروری ہے جہاں بچے اپنی تہذیبی شناخت کو باقی رکھتے ہوئے آزادانہ تعلیم حاصل کرسکیں۔ بنابریں مجلس عاملہ کا یہ اجلاس قوم وملت کے صاحب ثروت وخوشحال لوگوں اور حکومتوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ ایسے معیاری اداروں کے قیام کو یقینی بنائیں جہاں مذہبی تشخص کو باقی رکھتے ہوئے بغیر کسی رکاوٹ کے ہماری تعلیمی ضرورت پوری ہوسکے۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس ملک کی مختلف جیلوں میں محبوس مسلم نوجوانوں کے مقدمات کو جلد از جلد نمٹانے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے حکومتوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ ایسے نوجوانوں کے مستقبل کو بہتر بنانے کے لیے معاوضہ دیں جو فاضل عدالتوں سے برسوں بعد باعزت بری ہوئے ہیں، ساتھ ہی ایسے لوگوں کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے جو ان بے قصور نوجوانوں اور ان کے بچوں کے مستقبل کو تاریک بنانے کا سبب بن رہے ہیں۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس پنجاب میں بڑے پیمانے پر تباہ کن سیلاب اور اتراکھنڈ وہماچل پردیش وغیرہ میں بادل پھٹنے جیسی قدرتی آفات پر اپنے دکھ کا اظہار کرتا ہے اور مہلوکین کے اہل خانہ ومتعلقین سے اظہار تعزیت کرتا ہے۔ علاوہ ازیں مرکزی وصوبائی حکومتوں سے متاثرین کی

راحت رسانی وباز آبادکاری کا مطالبہ کرتا ہے اور متاثرہ علاقوں کے باشندگان سے اپیل کرتا ہے کہ ان مشکل حالات میں وہ صبر وتحمل کا مظاہرہ کریں اور آپسی بھائی چارہ اور بلالحاظ مسلک ومذہب باہمی تعاون کا خاص خیال رکھیں۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس وقف ترمیمی ایکٹ کے نفاذ کو مسلم اوقاف کے لیے نقصان دہ تصور کرتا ہے اور عدالت عظمیٰ جس میں اس ایکٹ کو واپس کرنے والی عرضیاں زیر سماعت ہے اس سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اس کی نشان زد دفعات کو کالعدم قرار دے کر وقف کے بنیادی مقاصد کا خیال رکھتے ہوئے اس میں مناسب ترمیم کرے کیونکہ سپریم کورٹ کا عبوری فیصلہ اوقاف کی حفاظت اور افادیت کے لئے اطمینان بخش نہیں ہے۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا اظہار کرنے والے لوگوں کے جلوس میں شامل ہونے اور ''میں محمد سے محبت کرتا ہوں'' کے بینر لگانے پر گرفتاریوں کو تشویش کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اسے مذہبی جذبات کے اظہار کی آزادی پر پابندی کے مترادف قرار دیتا ہے جو کہ آئین ہند کی روح کے قطعا منافی ہے، ساتھ ہی مسلمانوں سے محبت رسول کے حقیقی تقاضوں کو پورا کرنے اور اسوۂ نبوی کو عملی زندگی میں نافذ کرنے کی طرف توجہ دینے کی ضرورت پر زور دیتا ہے۔ مسلمانوں کو کسی بھی ایسے اقدام اور احتجاج سے سختی سے بچنے کی تلقین کرتا ہے نیز حکومت سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اس سلسلے میں بے قصوروں کو رہا کرے اور ان کے خلاف جو مقدمات دائر کیے گیے ہیں انہیں واپس لینے کی اپیل کرتا ہے اور عوام سے ہر حال میں پرامن رہنے کی تلقین کرتا ہے۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس مملکت توحید سعودی عرب کے مفتی عام سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ آل الشیخ کے سانحۂ ارتحال کو مسلم امہ کا عظیم خسارہ قرار دیتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی حسنات کو قبول فرمائے لغزشوں سے درگزر کردے، ان کی زبردست علمی، دعوتی اور انسانی خدمات کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے انہیں ان کے لیے صدقہ جاریہ بنائے اور امت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس مرکزی جمعیت کے زیر اہتمام اکیسویں کل ہند مسابقہ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم کے انعقاد کو وقت کی اہم ضرورت قرار دیتے ہوئے مرکزی جمعیت کی قیادت کو اس کے انعقاد پر مبارکباد پیش کرتا ہے اور امید کرتا ہے کہ اس طرح کے تعلیمی، تربیتی اور دعوتی پروگرام وقتا فوقتا منعقد کیے جاتے رہیں گے کیونکہ یہ جمعیت کے اغراض ومقاصد کا اہم حصہ ہیں۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس غزہ کے اندر ہو رہی نسل کشی، درندگی اور مظالم کی انتہا کو پوری انسانیت کے لیے لمحہ فکریہ قرار دیتے ہوئے اس کی بھرپور مذمت کرتا ہے اور قضیۂ فلسطین کو جلد از جلد حل کرنے کے لئے اقوام عالم سے اپیل کرتا ہے کہ فلسطین میں اسرائیل کی جارحانہ اور ظالمانہ کارروائیوں کو لگام دینے اور فلسطینی عوام کے آئینی حقوق کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لیے اقوام عالم کو مؤثر اقدامات کرنے پر آمادہ کرے۔ حالیہ دنوں مملکت سعودی عرب وغیرہ کی کوششوں سے جو فلسطینی ریاست کے مستقل قیام کی تجویز وتائید اور پیش رفت کو بنظر استحسان دیکھتا ہے۔ اور اسے عملی جامہ پہنانے، فلسطینیوں کو اپنی زمین پر ان کے حقوق کے ساتھ رہنے دینے کا پرزور مطالبہ کرتا ہے۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس مرکزی جمعیت کی مجلس عاملہ کے رکن اور انگریزی ماہنامہ دی سمپل ٹروتھ کے ایڈیٹر اور نامور اسکالر ڈاکٹر ابوالحیات اشرف، معروف اسلامی اسکالر نامور محقق ممتاز سوانح نگار مولانا ثناء اللہ عمری، جامعہ اثریہ دارالحدیث مئو کے استاذ ماسٹر افضال احمد، جامعہ دارالفرقان للبنات حیدرآباد کے ناظم محمد عبدالرافع صدیقی، معروف ملی وسماجی شخصیت مولانا عشرت جلال قاسمی، معروف عالم دین مولانا اقبال محمدی کے بڑے بھائی الحاج عبدالرحمٰن مرحوم کی اہلیہ محترمہ، جامعہ سلفیہ بنارس کے مفتی واستاد مولانا نورالھدیٰ سلفی کے والد ماجد عین الھدی، مرکزی جمعیت کے قدیم کارکن وقلم کار مولانا عبدالمنان سلفی شکروای کی اہلیہ محترمہ، مرکزی جمعیت کے شعبہ دعوت وارشاد کے سرگرم رکن جناب ایاز تقی صاحب کی والدہ ماجدہ، ہمدرد جمعیت وسماجی کارکن جناب الحاج لطیف الرحمٰن کوٹھا، مئو کی اہلیہ محترمہ، ضلعی جمعیت اہل حدیث ناگپور کے جوائنٹ سکریٹری جناب نعیم اختر انصاری صاحب کے والدگرامی جناب عبدالواحد، صوبائی جمعیت اہل حدیث جموں وکشمیر امیر جناب ڈاکٹر عبداللطیف الکندی صاحب کی والدہ محترمہ، ممتاز عالم دین مولانا عبدالواحد انور یوسفی اثری کے انتقال پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، ان کی خدمات اور اعمال صالحہ کو قبول کرے، جنت الفردوس کا مکین بنائے، پسماندگان اور اعزہ واقارب کو صبر جمیل کی توفیق بخشے اور جماعت وجمعیت اور قوم وملت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین

☆☆☆

مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز

ماہ جمادی الاولی ۱۴۴۷ھ کا چاند نظر نہیں آیا

نئی دہلی: ۲۲/اکتوبر ۲۰۲۵ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مرکزی اہل حدیث رؤیت ہلال کمیٹی دہلی سے جاری اخباری بیان کے مطابق آج مورخہ ۲۹/ربیع الثانی ۱۴۴۷ھ مطابق ۲۲/اکتوبر ۲۰۲۵ء بروز بدھ بعد نماز مغرب اہل حدیث کمپلیکس، اوکھلا، نئی دہلی میں مرکزی اہل حدیث رؤیت ہلال کمیٹی دہلی کی ایک اہم میٹنگ منعقد ہوئی اور رؤیت ہلال ماہِ جمادی الاولی ۱۴۴۷ھ کے سلسلے میں حسب سابق ملک کے اکثر صوبوں کے ذمہ داروں اور ملی تنظیموں سے بذریعہ فون رابطے کیے گئے۔ مگر ملک کے کسی بھی صوبہ سے رؤیت ہلال کی مصدقہ ومستند خبر موصول نہ ہوئی۔ چنانچہ یہ فیصلہ کیا گیا کہ آئندہ کل بروز جمعرات ربیع الآخر ۱۴۴۷ھ کی تیسویں تاریخ ہوگی۔ ان شاء اللہ

امید پورٹل پر رجسٹریشن کا عمل 5 دسمبر تک لازماً مکمل کرلیں: مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی

دہلی: 26 اکتوبر 2025

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے اخبار کے نام جاری ایک بیان میں عامۃ المسلمین سے اپیل کی ہے کہ وقف ترمیمی ایکٹ 2025 کی دفعہ 3B کے تحت پورے ملک میں ریاستی وقف بورڈز میں پہلے سے رجسٹرڈ شدہ اوقاف اوران کی جائدادوں کی موجودہ تفصیلات اور کوائف حکومت ہند کے ''امید'' پورٹل پر اپ لوڈ کرنے کا عمل 5 دسمبر تک لازماً مکمل کرلیں۔

امیر محترم نے اپنے بیان میں تمام احباب جماعت وجمعیت، ہمدردان ملت، ملی وسماجی تنظیموں اور جماعتوں، علماء ، ائمہ، متولیان مساجد وذمہ داران مدارس سے خصوصی اپیل کی ہے کہ وہ اپنے اپنے علاقوں میں بلا تاخیر ہیلپ ڈیسک قائم کرکے بآسانی پہلے سے رجسٹرڈ شدہ وقف املاک کی تفصیلات امید پورٹل پر درج کرانے کے عمل کو یقینی بنائیں۔ تاخیر کی صورت میں قانونی پیچیدگیوں کا سامنا کرنا پڑسکتا ہے اور وقف جائدادوں کی قانونی حیثیت متاثر ہوسکتی ہے۔ اس لیے پورے اہتمام اور نظم وضبط کے ساتھ اور دینی وملی فریضہ سمجھ کر اس کام کی انجام دہی میں لگ جائیں۔ تاکہ اوقاف کا تحفظ ممکن ہوسکے۔ معلومات اپلوڈ کرنے کا پورا طریقہ کار امید پورٹل پر موجود ہے جس کا لنک umeed.minorityaffairs.gov.in ہے۔ کسی بھی طرح کی رہنمائی کے لیے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے مرکزی ہیلپ سنٹر سے موبائل نمبر 8285162681 پر رابطہ کریں۔

(بقیہ صفحہ ۲۳ کا)

اپنی معصوم آوازوں میں قرآن کی آیات دہراتے ہیں تو آسمانوں پر رحمتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں، جب علماء، فضلا، قرآن کی تفسیر بیان کرتے ہیں تو یوں لگتا ہے جیسے قرآن اپنی زندہ صورت میں ہمارے سامنے بول رہا ہے۔ یہ مسابقہ ہمیں یہ سبق دیتا ہے کہ عزت اور بلندی قرآن سے وابستگی میں ہے۔ کامیابی اور نجات قرآن کے پیغام کو سمجھنے اور اپنانے میں ہیں، اور قیادت وسیادت صرف انہی کے حصے میں آسکتی ہے جن کی نسلیں قرآن کی تعلیمات سے آراستہ ہوں قرآن کہتا ہے وَإِنَّهُ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ وَسَوْفَ تُسْأَلُونَ (سورۃ الزخرف:۴۴) اور وہ (قرآن مجید) یقیناً آپ کے لئے اور آپ کی قوم کے لیے نصیحت ہے، اور عنقریب تم لوگ پوچھے جاؤ گے۔

یہی وجہ ہے کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے عمائدین وقائدین، خصوصاً امیر محترم الشیخ اصغر علی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ وتولاہ نے انہی رموز وہدایات اور علمی انکشافات کو واضح کرنے کے لیے مسلسل اکیس سالوں سے یہ مسابقہ حفظ قرآن وتجوید کی تحریک کو جاری وساری رکھے ہیں۔ اللہ رب العالمین موصوف کو لمبی زندگی عطا فرمائے اور دین وجماعت کا کام اور بہتر انداز سے کرنے کی صلاحیت عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین

آج ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم حقیقی حامل قرآن بنیں زمانہ ہماری سیادت وقیادت کا منتظر ہے، اگر ہم قرآن کریم کی انسانیت نما تعلیمات کو صحیح معنوں میں اپنا لیں تو انسانیت کی کایا پلٹ سکتی ہے، اور اس کی برکتوں اور نوازشوں سے مستفید ہوسکتی ہے، قرآن کریم ایک لائحہ عمل ہے، اور دنیاوی اخروی دونوں زندگیاں اس سے مربوط ہے۔ مرکز جمعیت اہل حدیث ہند اس مسابقاتی پروگرام کے انعقاد سے چاہتی ہے کہ عوام وخواص کے اندر ایک حرکت وانقلاب پیدا ہوجائے، تمام لوگ قرآن کریم سے جڑجائیں۔

آخر میں میں پھر ایک مرتبہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے قائدین وعمائدین خصوصاً امیر محترم کو مبارکباد وتہنیت پیش کرتا ہوں جن کے خون وجگر اور شب وروز کی مسلسل محنت آہنی حوصلوں تمناؤں اور خلوص سے یہ چمن گلزار ہوا، اللہ تعالیٰ اس قرآنی مشن کو ہمیشہ آگے بڑھاتا رہے اس کے منتظمین اور معاونین کو بہترین جزائے خیر عطا فرمائے، یہ سلسلہ تادیر قائم ودائم رہے، تاکہ یہ وطن قرآن کریم کے نور سے روشن اور امت کے قلوب ایمان سے منور رہے۔ رب العالمین ہم تمام کو قرآن کریم کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے آمین یارب العالمین۔

☆☆☆

کوٹہ، راجستھان میں ایک روزہ عظیم الشان اجلاس عام کا انعقاد: ضلعی جمعیت اہل حدیث کوٹہ زون وشہری جمعیت اہل حدیث کوٹہ، راجستھان کے زیر اہتمام، صوبائی جمعیت اہل حدیث راجستھان کے زیر سرپرستی اور مولانا محمد اسماعیل سرواڑی صاحب، امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث راجستھان کے زیر صدارت ایک روزہ عظیم الشان اجلاس عام بتاریخ ۱۲/ اکتوبر ۲۰۲۵، بروز اتوار، بعد نماز مغرب، بمقام کے ٹی وی ایس، ہوائی اڈہ کے سامنے، جھالاواڑ روڈ کوٹہ، راجستھان منعقد ہوا۔ جس میں کوٹہ واطراف سے متعدد علمائے کرام، ذمہ داران صوبائی وضلعی وذیلی جمعیات اہل حدیث اور معزز جماعتی شخصیات اور دوہزار سے زائد احباب جماعت نے شرکت کی اور علمائے کرام کے مواعظ حسنہ سے مستفید ہوئے۔ اس موقع پر جمعیت وجماعت کے تئیں احباب جماعت کے اندر کافی جوش وخروش کا مشاہدہ ہوا۔ اس اہم اجلاس میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے میڈیا کوآرڈینیٹر ڈاکٹر محمد شیث ادریس تیمی صاحب، صوبائی جمعیت اہل حدیث راجستھان کے ناظم جناب عبدالحفیظ صاحب اور خازن جناب عمر دین بھاٹی صاحب نے بطور مہمان خصوصی شرکت کی۔ اس موقع پر ڈاکٹر محمد شیث ادریس تیمی صاحب نے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ کا پرخلوص تسلیم وتبریک اور حوصلہ بخش پیغام سنایا اور تنظیم کی اہمیت وضرورت اور اس کے اصول وآداب کے موضوع پر پرمغز خطاب کیا اور اجتماعیت، اتحاد واتفاق، آپسی بھائی چارہ، احترام باہمی اور امن وشانتی کے ماحول میں دین وملت، جماعت اور ملک وانسانیت کی خدمت اور خیر خواہی کرنے پر زور دیا۔ اجلاس کے خصوصی مقرر مولانا عبدالعلیم جلیلی مدنی صاحب نے توحید ورسالت کے موضوع پر قیمتی خطاب کیا۔ الحمدللہ اجلاس کافی کامیابی کے ساتھ چلتا رہا۔ اخیر میں صوبائی جمعیت اہل حدیث راجستھان کے امیر بزرگ عالم دین مولانا محمد اسماعیل سرواڑی صاحب نے ایمان افروز اور حرکت ونشاط آفریں صدارتی خطاب فرمایا اور سب کو اتحاد واتفاق کے ساتھ رہنے اور دعوت الی اللہ اور تعلیم وتربیت کا فریضہ انجام دینے کی تلقین کی۔ نظامت کی ذمہ داری مولانا افضل سنابلی صاحب، جے پور نے انجام دی۔ ناظم صاحب نے سب کا شکریہ ادا کیا۔ امیر محترم کے دعائیہ کلمات پر اجلاس کا اختتام عمل میں آیا۔ اس پروگرام میں جن اہم علمائے کرام نے بطور خاص شرکت کی ان میں مولانا محمد علی فیضی نیپالی صاحب ربوندی، مولانا محسن رحمانی صاحب مرکزی مسجد کوٹہ، مولانا توصیف سنابلی صاحب وقف نگر کوٹہ، مولانا فیض الحق فیضی صاحب وقف نگر کوٹہ، قاری سبحان رفیع صاحب مدرسہ ابوبکر کوٹہ، حافظ توحید صاحب کوٹہ، مولانا جمشید سلفی صاحب کھیتون کوٹہ، مولانا سعید سلفی صاحب سرواڑ، حافظ شکیل صاحب سکیٹ کوٹہ، مولانا وسیم سلفی صاحب کوٹہ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ اس طرح اس اہم پروگرام میں متعدد معزز شخصیات، ضلعی ومقامی جمعیات کے ذمہ داران ومتولیان مساجد صاحبان نے بھی شرکت کی اور اجلاس کو وقار اعتبار بخشا۔ مثلاً جناب جمیل بھائی صاحب صدر کھیتون کوٹہ، جناب جاوید بھائی صاحب صدر کشوررائے پاٹن، جناب اقبال بھائی صاحب سکیت، جناب اسلم بھائی صاحب صدر مرکزی مسجد مانگرول، جناب عبدالرحیم مودی صاحب جودھپور، جناب شبیر صاحب ٹانک سرواڑ، جناب ذاکر بھائی صاحب نائب صدر مسجد وگیان نگر کوٹہ، جناب عبدالرشید پرویز صاحب / ہمدرد کوٹہ۔ اس پروگرام کو کامیاب بنانے میں امیر ضلعی جمعیت اہل حدیث کوٹہ زون جناب منظور علی صاحب، ناظم جناب ناصر بھائی صاحب، خازن جناب اسلم بھائی صاحب، امیر شہری جمعیت اہل حدیث کوٹہ حافظ ابو تراب صاحب، جناب اشفاق بھائی صاحب، خازن جناب حشرو بھائی صاحب، ملن ریسورٹ کے مالک جناب مسرور الحسن صاحب وغیرہ نے شبانہ روز کوششیں کیں اور ان کے علاوہ بھی بڑی تعداد میں احباب جماعت نے جو قربانیاں دیں اور تمام لوگوں نے جس دلچسپی اور خوشی کا مظاہرہ کیا وہ لائق تعریف وتشجیع ہے۔ الحمدللہ یہ اجتماع ہر اعتبار سے کامیاب اور تاریخی اہمیت کا حامل ثابت ہوا۔ اللہ تعالی ان حضرات کی کوششوں کو قبول فرمائے اور اجر جزیل سے نوازے۔

جماعتی خبریں

واضح رہے کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی رہنما ہدایات کی روشنی میں اور صوبائی جمعیت اہل حدیث راجستھان کی سرپرستی اور علمائے کرام کی رہنمائی میں اس طرح کے دعوتی واصلاحی پروگراموں کا سلسلہ ہر ضلع میں اسی طرح جاری ہے اور آئندہ بھی جاری رہے گا۔ ان شاء اللہ (رپورٹ: عبدالحفیظ رانڈر، ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث راجستھان)

صوبائی جمعیت اہل حدیث جموں وکشمیر کے امیر جناب ڈاکٹر عبد اللطیف الکندی صاحب کی والدہ ماجدہ کا انتقال پر ملال: یہ خبر نہایت رنج وافسوس کے ساتھ سنی گئی کہ صوبائی جمعیت اہل حدیث جموں وکشمیر کے امیر معروف عالم دین ڈاکٹر عبداللطیف الکندی صاحب کی والدہ ماجدہ کا مورخہ ۴/ اکتوبر ۲۰۲۵ء کی شام آبائی وطن پوگل پرستان، بانہال میں انتقال ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ نہایت نیک، پابند صوم وصلوۃ، خوش خصال اور مہمان نواز خاتون

تھیں۔اورانہوں نے اپنے بچوں کی اعلی دینی تعلیم وتربیت کی۔جوان کے لیے صدقہ جاریہ ہیں۔انتقال کے وقت ڈاکٹر صاحب مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کے اجلاس میں شرکت کے لیے دہلی کے سفر پر تھے۔جب وہ دہلی ائرپورٹ پر پہنچے تو اس صدمہ جان کاہ کی خبر ملی۔چنانچہ آپ اگلی صبح وطن مالوف لوٹے اور والدہ ماجدہ کی نماز جنازہ پڑھائی۔اللہ تعالی مرحومہ کی مغفرت فرمائے،جنت الفردوس کی مکین بنائے،اور پسماندگان خصوصا ڈاکٹر عبداللطیف الکندی صاحب کو صبر وسلوان عطا کرے۔آمین (شریک غم ودعا گو:اصغرعلی امام مہدی سلفی،امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند ودیگر ذمہ داران)

انتقال پُرملال: یہ خبر بڑے رنج وغم کے ساتھ سنی گئی کہ مئو کے مشہور تاجر سماجی ورفاہی شخصیت حاجی عبیدالرحمٰن مرحوم ایس اوساڑی مئوکی صاحب زادی،مولانا عبیداللہ فیضی ایس او کی بہن اور فیض الرحمٰن کی اہلیہ آسیہ خاتون کا ۳۵ سال کی عمر میں طویل علالت کے بعد ۲۲/اکتوبر ۲۰۲۵ء کی شب میں انتقال ہوگیا۔انا اللہ وانا الیہ راجعون۔مرحومہ اپنی والدہ صفیہ محمد کی طرح بڑی ملنسار،بااخلاق،نماز وروزے کی پابند اور علماء کرام کی قدردان اور اپنے دادا مرحوم مفتی حبیب الرحمٰن رحمہ اللہ کی دعاؤں سے نیک سیرت تھیں۔نماز جنازہ ۲۳/اکتوبر ۲۰۲۵ کو بعد نماز ظہر عیدگاہ پہاڑ پورہ قبرستان میں ادا کی گئی۔نماز حافظ فیصل فیضی صاحب نے پڑھائی۔اللہ تعالی مرحومہ کی لغزشوں اور خطاؤں کو درگزر فرمائے نیکیوں کو قبول فرمائے اور اہل خانہ ودیگر متعلقین واعزا واقارب کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔آمین (دعا گو:مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی،امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند)

(بقیہ صفحہ ۱۷ کا)

انہیں کی طرح بدعملی اور بداخلاقی کا مظاہرہ کرے گی،دین کے اندر نئی بدعات کو رواج دے گی،اپنے نبی کے بارے میں غلو کرے گی اور اپنی کتاب کو اپنی تاویلوں کا نشانہ بنائے گی،ان امتوں نے اپنی کتابوں میں تحریف لفظی اور تحریف معنوی کی اور اس امت نے بھی قرآن وحدیث میں تحریف معنوی کی۔حتی کہ احادیث میں تحریف لفظی بھی کی،قرآن مجید میں یہ کوشش کامیاب نہیں ہوسکی،کیونکہ یہ آخری کتاب ہے،لیکن تحریف لفظی کی کوشش کی گئی،اپنی کتابوں میں آیات سے استدلال کرتے وقت شعوری اور غیر شعوری طور پر،آیت میں کمی وبیشی کی اور خواہشات واھوا کی پیروی میں ان کو بھی پیچھے چھوڑ گئے،ماں،بیٹی تک سے بدفعلی کا ارتکاب کیا۔(بحوالہ۔تحفۃ المسلم شرح صحیح مسلم،حدیث/صفحہ نمبر:6781)

اللہ تعالی ہمیں جادۂ حق وصراط مستقیم پر قائم ودائم رکھے،اور حق واستقامت اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

خاتمہ: شیخ عبدالرزاق البدر حفظہ اللہ کہتے ہیں کہ میں اس مختصر رسالہ کی انتہاء شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے خوبصورت اور بہترین کلام سے کرتا ہوں۔ابن القیم الجوزیہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ أعظم الكرامة لزوم الاستقامة سب سے عظیم کرامت استقامت وثبات قدمی کو لازم پکڑنا ہے،(کرامت ایک خلاف عادت امر ہے جس کا ظہور اللہ تعالی ولی کے ہاتھوں کرتا ہے اس سے مقصد اس کی تائید یا دین کی تائید کرنا ہوتا ہے)

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''الفرقان بین اولیاالرحمٰن واولیاءالشیطان'' میں فرمایا کہ۔کرامت کا مقصد وغایت استقامت کو لازم پکڑنا ہے، اسی لئے ابن القیم الجوزیہ رحمہ اللہ نے فرمایا ''استقامت والے بنو نا کہ کرامت طلب کرنے والے،اسلئے کہ تمہارے نفس میں ہیجان ہے کرامت طلب کرنے کے لئے یعنی نفس کرامت کا طلبگار ہے اور تمہارا رب تم سے استقامت وثبات قدمی کا مطالبہ کرتا ہے" (مدارج السالکین 2/105)

خلاصہ یہ ہے کہ بندہ کو چاہئے کہ وہ ہمیشہ یہ کوشش کریں کہ وہ صراط مستقیم کو لازم پکڑیں اور طاعت وبندگی کریں اور راہ مستقیم پر خاتمہ ہو تاکہ عظیم کامیابی اور نعمت وغنیمت حاصل ہو اللہ تعالی نے فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ نُزُلًا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ

ترجمہ (واقعی) جن لوگوں نے کہا ہمارا پروردگار اللہ ہے اور پھر اسی پر قائم رہے ان کے پاس فرشتے (یہ کہتے ہوئے) آتے ہیں کہ تم کچھ بھی اندیشہ اور غم نہ کرو (بلکہ) اس جنت کی بشارت سن لو جس کا تم وعدہ دیئے گئے ہو۔تمہاری دنیاوی زندگی میں بھی ہم تمہارے رفیق تھے اور آخرت میں بھی رہیں گے جس چیز کو تمہارا جی چاہے اور جو کچھ تم مانگو سب تمہارے لئے (جنت میں موجود) ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ

بیشک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر جمے رہے تو ان پر نہ کوئی خوف ہوگا نہ غمگین ہونگے یہ تو اہل جنت ہیں جو سدا اسی میں رہیں گے،ان اعمال کے بدلے جو وہ کیا کرتے تھے۔

اللہ تعالی ہمیں استقامت وثبات قدمی کی نعمت سے نوازے اور صراط مستقیم پر ہمیں سدا گامزن رکھے۔آمین۔

☆☆☆

اہل حدیث منزل کی تعمیر وتکمیل کے لیے

محترم و غیور ائمہ، خطباء، متولیان مساجد اور ذمہ داران جمعیات سے پُر زور اپیل اور التماس

اہل حدیث منزل میں چوتھی منزل کی چھت کی ڈھلائی کا کام ہوا چاہتا ہے اور دیگر تینوں منزلوں کی صفائی کی تکمیل کے لیے آپ سے گزارش ہے کہ آنے والے جمعہ میں باضابطہ طور پر اپنی مسجدوں میں اس کے تعاون کے لیے پرزور اعلان فرمائیں اور مندرجہ ذیل کھاتے میں رقم ارسال فرما کر جنت میں اعلیٰ مقام بنائیں اور اس صدقہ جاریہ میں شریک ہوں۔

تعاون کے طریقے : (۱) سیمنٹ، سریا، روڑی، بدرپور، ریت (۲) نقد رقم (۳) کاریگروں اور مزدوروں کی اجرت کی ادائیگی (۴) کھڑکی، دروازہ، پینٹ، رنگ وروغن کا سامان یا قیمت مہیا کرا کے تعاون فرمائیں اور مال واولاد اور اعمال صالحہ میں برکت پائیں۔

Markazi Jamiat Ahle Hadees Hind

A/c: 629201058685

ICICI Bank (Chandni Chowk Branch)

RTGS/NEFT IFSC Code-ICIC0006292

"Registered with the Registrar of Newspapers for India"
JARIDA TARJUMAN
(FORTNIGHTLY)
AHL-E-HADEES MANZIL, 4116, URDU BAZAR, JAMA MASJID, DELHI - 110006
PH. : 011 - 23273407, TELEFAX : 23246613

R.N.I. No-39374/80
REGD. DL(DG-11)/8064/2023-25
Licenced to Post Without Pre-payment in LPC, Delhi RMS Delhi-110006
Under U (C) - 277/2023-25
November 1-15-2025

خوشخبری — خوشخبری

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کا

کلینڈر 2026

جاذبِ نظر، خوشنما، ہر صفحہ اسلامی تعلیمات سے مزین، قابل دید قرآنی آیات سے آراستہ اور اہم معلومات سے پُر کلینڈر چھپ کر بہت جلد منظر عام پر آرہا ہے۔

اپنا آرڈر پیشگی بک کرائیں۔

مکتبہ ترجمان

Ahle Hadees Manzil 4116, Urdu Bazar
Jama Masjid Delhi-110006

Paytm UPI

9899152690@ptaxis

ڈرافٹ یا چیک صرف "Markazi Jamiat Ahl-e-Hadees Hind" کے نام سے ہی بنائیں۔

Markazi Jamiat Ahle Hadees Hind
A/c: 629201058685
ICICI Bank (Chandni Chowk Branch)
RTGS/NEFT IFSC Code-ICIC0006292

منجانب: اراکین مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

Total Pages 32

Printed & Published by Mohammad Tahir, on behalf of Markazi Jamiat Ahle Hadees Hind, and printed at M.S. Printers, A-145, Gali No.8, Chauhan Banghar, Seelampur and published from Ahle Hadees Manzil 4116, Urdu Bazar, Jama Masjid, Delhi-110006.
Editor. Md Khurshid Alam